THE
SENATE OF PAKISTAN
DEBATES

OFFICIAL REPORT

Thursday, May 10, 2018
(277th Session)
Volume VI, No. 09
(No. 01-12)

Printed and Published by the Senate Secretariat, Islamabad

Volume VI	SP.VI(09)/2018
No.09	15

Contents

1. Recitation from the Holy Quran 1
2. Leave of Absence 2
3. Further discussion on the Budget and Finance Bill, 2018-19 in order to make recommendations to the National Assembly 3
    - Senator Sherry Rehman 3
    - Senator Muhammad Usman Khan Kakar 7
    - Senator Anwar ul Haq Kakar 7
    - Senator Farooq Hamid Naek 8
    - Senator Lt. Gen. (Retd.) Abdul Qayyum 10
    - Senator Dr. Sikandar Mandhro 11
    - Senator Abdul Rehman Malik 12
    - Senator Mushtaq Ahmed 13
    - Senator Sassui Palijo 14
    - Senator Muhammad Tahir Bizinjo 14
    - Senator Muhammad Javed Abbasi 15
    - Senator Muhammad Talha Mehmood 17
    - Senator Mir Kabeer Ahmed Muhammad Shahi 18
    - Senator Imamuddin Shouqeen 19
    - Senator Mohsin Aziz 20
    - Senator Sardar Muhammad Azam Khan Musakhel 21
    - Senator Dr. Jehanzeb Jamaldini 21
    - Direction of the Chairman 22
4. Presentation of report of the Functional Committee on Human Rights on the Bill further to amend the Women in Distress and Detention Fund (Amendment) Bill, 2017 22
5. Presentation of report of the Functional Committee on Human Rights on the Juvenile Justice System Bill, 2018 23
6. Presentation of report of the Functional Committee on Human Rights on the Criminal Laws (Amendment) Bill, 2018 23
7. Presentation of report of the Functional Committee on Human Rights on the Islamabad Capital Territory Child Protection Bill, 2018 23
8. Motion under Rule 204 moved by Senator Raja Muhammad Zafar-ul-Haq, Leader of the House regarding constitution of a Special Committee on Law Reforms 24
9. Further Discussion on the Budget and Finance Bill, 2018-19 in order to make recommendations to the National Assembly 25
    - Senator Sardar Muhammad Azam Khan Musakhel 25
    - Senator Mir Kabeer Ahmed Muhammad Shahi 32
    - Senator Muhammad Asad Ali Khan Junejo 39
    - Senator Mustafa Nawaz Khokhar 43
    - Senator Muhammad Javed Abbasi 48
    - Winding up speech by Rana Muhammad Afzal Khan, MoS for Finance 55

SENATE OF PAKISTAN
SENATE DEBATES

Thursday, May 10, 2018

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad at three in the evening with Mr. Chairman (Muhammad Sadiq Sanjrani) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيمِ۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ۔

وَالَّذِينَ يَصِلُونَ مَآ أَمَرَ اللَّهُ بِهِۦٓ أَن يُوصَلَ وَيَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ وَيَخَافُونَ سُوٓءَ الْحِسَابِ ﴿٢١﴾
وَالَّذِينَ صَبَرُوا ابْتِغَآءَ وَجْهِ رَبِّهِمْ وَأَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَأَنفَقُوا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّ
عَلَانِيَةً وَّيَدْرَءُونَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ أُولٰٓئِكَ لَهُمْ عُقْبَى الدَّارِ ﴿٢٢﴾ جَنّٰتُ عَدْنٍ
يَّدْخُلُونَهَا وَمَنْ صَلَحَ مِنْ اٰبَآئِهِمْ وَأَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيّٰتِهِمْ وَالْمَلٰٓئِكَةُ يَدْخُلُونَ عَلَيْهِم
مِّنْ كُلِّ بَابٍ ﴿٢٣﴾ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ ﴿٢٤﴾

ترجمہ: اور جو لوگ ان سب (حقوق اللہ، حقوق الرسول، حقوق العباد اور اپنے حقوق قرابت) کو جوڑے رکھتے ہیں، جن کے جوڑے رکھنے کا اللہ نے حکم فرمایا ہے اور اپنے رب کی خشیت میں رہتے ہیں اور برے حساب سے خائف رہتے ہیں۔ اور جو لوگ اپنے رب کی رضاجوئی کے لئے صبر کرتے ہیں اور نماز قائم رکھتے ہیں اور جو رزق ہم نے انہیں دیا ہے اس میں سے پوشیدہ اور اعلانیہ (دونوں طرح) خرچ کرتے ہیں اور نیکی کے ذریعہ برائی کو دور کرتے رہتے ہیں یہی وہ لوگ ہیں جن کے لئے آخرت کا (حسین) گھر ہے۔ (جہاں) سدا بہار باغات ہیں ان میں وہ لوگ داخل ہوں گے اور ان کے آباو اجداد اور ان کی بیویوں اور ان کی اولاد میں سے جو بھی نیکو کار ہو گا اور فرشتے ان کے پاس (جنت کے) ہر دروازے

سے آئیں گے۔(انہیں خوش آمدید کہتے اور مبارکباد دیتے ہوئے کہیں گے) تم پر سلامتی ہو تمہارے صبر کرنے کے صلہ میں، پس (اب دیکھو) آخرت کا گھر کیا خوب ہے۔

(سورہ الرعد آیات 21 تا 24)

Leave of Absence

جناب چیئرمین: جزاک اللہ۔

I recognize the presence of Senator Farooq Hamid Naek, former Chairman Senate. Leave applications.

سینیٹر محمد جاوید عباسی صاحب، سینیٹر لفٹیننٹ جنرل (ر) صلاح الدین ترمذی کی زوجہ محترمہ کی نماز جنازہ میں شرکت کے باعث مورخہ 9 مئی 2018 کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے تھے۔ انہوں نے اس تاریخ کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا ایوان ان کی رخصت منظور کرتا ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: سینیٹر انوارالحق کاکڑ صاحب بعض نجی مصروفیات کی بنا پر مورخہ 9 مئی 2018 کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے تھے۔ انہوں نے اس تاریخ کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا ایوان ان کی رخصت منظور کرتا ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: سینیٹر نگہت مرزا صاحبہ نے کراچی میں بعض نجی مصروفیات کی بنا پر مورخہ 9 تا 11 مئی کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا ایوان ان کی رخصت منظور کرتا ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: سینیٹر مولا بخش چانڈیو صاحب پرواز میں تاخیر کی وجہ سے مورخہ 7 مئی کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے تھے۔ انہوں نے اس تاریخ کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا ایوان ان کی رخصت منظور کرتا ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: سینیٹر لفٹیننٹ جنرل(ر) عبدالقیوم صاحب بعض نجی مصروفیات کی بنا پر مورخہ 27 اپریل، 3اور4 مئی2018 کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے تھے۔ انہوں نے ان تاریخوں کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیاایوان ان کی رخصت منظور کرتا ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: سینیٹر محمد اعظم خان سواتی صاحب نے بعض ناگزیر وجوہات کی بنا پر آج مورخہ 10 مئی کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا ایوان ان کی رخصت منظور کرتا ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

Mr. Chairman: Leader of Opposition.

Further discussion on the Budget and Finance Bill, 2018-19 in order to make recommendations to the National Assembly

Senator Sherry Rehman

سینیٹر شیری رحمٰن (قائد حزب اختلاف: شکریہ۔ جناب چیئرمین! میں منسٹر حضرات کی موجودگی کا advantage لیتے ہوئے کہنا چاہتی ہوں کہ آج House Business Committee میں بات ہوئی کہ ہماری debates wind up ہو رہی ہیں، بجٹ کے حوالے سے سینیٹ کی recommendations بھی آچکی ہیں اور کافی meetings ہوئی ہیں۔ ہم نے بہت تندہی اور تیزی سے کام کیا ہے، جو بھی objections تھے اس پر ہم نے واضح points دیئے ہیں، ہم سمجھتے ہیں کہ ان وجوہات کی بنا پر یہ بجٹ بالکل غلط ہے اور غیر آئینی ہے۔ اب اس میں اس بات کو ایک طرف رکھتے ہوئے میں یہ کہنا چاہ رہی ہوں کہ پچھلے سال House کو یاد بھی ہوگا شاید کہ ایک تاریخی Joint Resolution pass ہوئی تھی، جس میں budget session میں ہی ہم نے بہت باتیں کی تھیں اور اس میں ہماری Finance Committee کا بڑا کام ہوتا ہے۔ یہ گزارشات اور سفارشات دیتے ہیں کٹوتیاں کرتے ہیں جو National Assembly مانے یا نہ مانے اور اس وقت میں اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ضرور شکریہ ادا کرنا چاہتی ہوں former Chairman Senate, Senator Farooq Hamid Naek اور پوری

Finance Committee کا، جنہوں نے بڑا وقت لگا کر صبح شام کام کر کے لوگوں سے consultation کر کے قومی اسمبلی کو یہ recommendations بھیجی ہیں۔ اب سینیٹ کو جو چاروں صوبوں کی نمائندگی کرتا ہے، اس House کو پتا ہی نہیں جناب چیئر مین! کہ ان کا کیا بنا۔ ہم یہاں پر بھرپور اپنی شمولیت بھی کرتے ہیں، اس پر کام بھی کر کے آتے ہیں، کتابیں بھی پڑھتے ہیں، اپنا دماغ apply کرتے ہیں، ارکان کی حاضری کو یقینی بناتے ہیں، جو ہم نے سب کیا، یہ ہماری ذمہ داری ہے۔ چیئر مین صاحب! میں پچھلے سال کی resolution کا بتا رہی تھی وہ ایک unanimous resolution تھی، اگر آپ اجازت دیں تو میں پڑھ کر سنا دوں، وہ دو line کا ہے۔

جناب چیئر مین: جی جی۔

سینیٹر شیری رحمٰن: جس میں یہ کہا گیا تھا کہ سینیٹ کو اختیار ہونا چاہیے اور Money Bill جس میں taxations ہوتے ہیں اور پورے سال کے تخمینے لگائے جاتے ہیں پورے سال کے ترقیاتی funds مختص کیے جاتے ہیں، یہ پاکستان کے ایک سال کے مستقبل کا blueprint/roadmap ہے۔ اس میں سینیٹ کا ان recommendations کے علاوہ کوئی عمل دخل نہیں ہوتا، اس میں کوئی شمولیت نہیں ہوتی اور ہم نے last time بھی بڑے حوالے دیے تھے دوسرے Houses کے، دوسرے ممالک کے۔ اس میں مشترکہ ہماری یہ resolution آئی تھی 19 December, 2016 کو، this House recommends to the Government to make necessary amendments in the Constitution of the Islamic republic of Pakistan, 1973 to empower the Senate of Pakistan to pass the Money Bill including the Finance Bill.

چیئر مین صاحب! تھوڑی سی research آج میں نے library میں کی تو دیکھنے میں آیا کہ بہت مرتبہ سینیٹ نے اس طرح کی گزارشات کی ہیں اور requests کی ہیں اس پر بحث کی ہے، ہمارے former Chairman Senate یہاں بیٹھے ہیں وہ بھی سر ہلا رہے ہیں، دوسرے لوگوں نے اس House میں بھی کی، راجہ محمد ظفر الحق صاحب، قائد ایوان، سے بھی میری بات ہوئی آپ سے بھی discussion ہوئی، سینیٹر راجہ محمد ظفر الحق صاحب نے کہا ہم اس پر کوشش کریں گے اور ان کی کاوشیں بھی ایک تاریخی حقیقت ہے، اس پورے سینیٹ کی اس میں جو

جدو جہد ہے وہ ایک حقیقت ہے اور میں credit دینا چاہتی ہوں تمام ارکان کو کہ سب نے اس پر بڑی سیر حاصل گفتگو بھی کی ہے اور recommendations بھی دی ہیں۔ پچھلے سال بھی 13 فروری کو کافی اس طرح کے resolutions pass ہوئے ہیں جو کافی details میں ہیں سینیٹ کے اختیارات کے حوالے سے۔ میں یہ بھی کہوں گی کے پھر سوال اٹھایا جاتا ہے Cabinet سے یا کبھی National Assembly سے کہ یہ House indirectly elected House ہے اور directly elected Houses کو صرف یہ حق ہوتا ہے۔ دیکھیں یہ بات بالکل اپنی جگہ پر ہے۔ اس میں کوئی دو رائے نہیں ہیں لیکن پاکستان میں جو ایک unique جواز سینیٹ کا ہے وہ یہ ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ سارے صوبوں کا ایک نمائندہ ایوان ہے جس میں سب کو ایک توازن کے ساتھ آئین میں رکھا گیا ہے کہ سب کے اپنے numbers ہوں، ان کی demographics ہوں، ان کے ترقیاتی differences ہوں۔ ہمارے ہاں بڑی تفریق ہے بڑے gulf ہیں، development میں، poverty میں، ہر چیز میں۔ لہٰذا سینیٹ ہر چیز کو ہموار کرتا ہے۔ یہ بنایا ہی اس لیے گیا تھا کہ ہماری اکائیاں اتنی دور نہ چلی جائیں کہ ہمیں پاکستان کی پھر وہ تلخ رات دیکھنی پڑے جو 16th December, 1971 میں ہم نے دیکھا تھا۔ ہم چاہ رہے ہیں کہ کیونکہ سینیٹ کا یہ ایک unique کردار ہے پاکستان میں اور یہ وفاق کی ایک طرح سے زنجیر بنتی ہے۔ اس وفاق کی زنجیر کو Money Bills, Taxation Bills کو reject کرنے کا یا ان پر ووٹ کرنے کا حق ہونا چاہیے۔ ابھی میں نے سنا کے Thailand میں ان کے Upper House نے reject کر کے بھیجا، کافی clauses بھی reject کیں۔ امریکی سینیٹ کی تو بات ہی اور ہے، وہ دو صدور کو impeach کر چکی ہے اور 16 public officials کو ہٹا چکی ہے۔ ان کی بڑی بڑی hearings ہوتی ہیں۔ ان کی Committees اتنی powerful ہو گئی ہیں کہ دونوں اطراف کے لوگ ان کے سامنے تھر تھراتے ہیں۔ یہ بڑے اہم اختیارات ہیں اور اس پر Senate بار بار اپنا ردعمل دے چکا ہے اور اس بات پر متفق ہے، کہ ہم بہتری لا سکتے ہیں، یہاں پر بہت دانشمندانہ advice ہوتی ہے کچھ National Assembly discuss کر سکتی ہے، کچھ کو accept کرتی ہے اور ماضی میں کچھ accept بھی کی گئی ہیں کیونکہ یہاں پر بھی public opinion کی بھرمار ہوتی ہے اور Committee نے بڑے لوگوں کی بڑے stakeholders کی رائے لی

ہے،ان کی inputلی ہے اوران کے مسئلے مسائل سنے ہیں جو پارلیمان کا کام ہوتا ہے، کچہریاں کی ہیں۔ بجائے اس کے کہ یہ سارا کام ایک theoreticalکام بن کر رہ جائے چیئرمین صاحب! میں پھر آپ سے یہ گزارش کروں گی کہ ہم اس بات کو review کریں اور نا صرف Leader of the House کی اجازت کے ساتھ ہم مل کر ایک اس طرح کی کوئی دستاویز بنائیں، lobbyingکریں، بات کریں اور ہم ایک دوسرے کی رہنمائی میں سینیٹ کے اختیارات بڑھائیں اور ذمہ داریاں دیں اور جو لوگوں کو خدشات ہیں کہ یہ House directly elect ہو کر نہیں آیا ہے، اس کے بھی ہم جواب دہ ہیں۔ آپ دیکھیں پاکستان کی ایک بہت نایاب تاریخ ہے اور اس تاریخ میں ہم اس Federation کو جوڑے ہوئے ہیں، اس وقت ہم زنجیر بنے ہوئے ہیں اور آج کل کے حالات میں بھی پاکستان مشکل وقت سے گزر رہا ہے۔ میں کوئی divisive political بات اس وقت نہیں کرنا چاہتی ہوں، میں چاہتی ہوں کے اس وقت سینیٹ کے اختیارات کی بات ہو۔آپ اگر اجازت دیں تو ایک، دو اور ارکان بھی بات کر لیں لیکن اس پر ہم plan of action بھی بنائیں کہ یہ کب تک ایسا ہو گا کہ جو اکائیوں کی نمائندگی کا ایوان ہے، اصل میں ایوان Money Bill powersکا منبع ہوتا ہے، پارلیمان کی حقیقی powersاختیارات ہوتے ہیں، اس سے محروم رہے گا۔ یہ اس لیے نہیں ہیں کہ ہم لوگوں کو favour dispenseکریں یا اپنے اختیارات میں اضافہ دیکھیں یا اپنے آپ کو power میں دیکھیں، نہیں، یہ House public service کا House بنے اور اس میں شنوائیاں ہوں، ہم اپنے آپ کی خود احتسابی کر سکیں۔ حکومتوں اور ایوانوں کا کام یہ ہوتا ہے جناب چیئرمین صاحب۔ اختیارات کے ساتھ خاص طور پر Money Bill and Taxation کے حوالے سے ہم سیر حاصل کام کر سکتے تھے جو میں سمجھتی ہوں ہم اس اختیار سے محروم ہیں اور کچھ اس پر نظر ثانی ہونی چاہیے سینیٹ سے بھی ہماری شاید Committee کوئی بیٹھ جائے، اس میں Finance or Law Committee ہو سکتی ہے جو frame کرے۔ آپ ایک Committee بھی بنا رہے ہیں جس پر ہم نے discussion کی تھی جو اس طرح *Suo Motu* لے تو میں لمبی بات نہیں کروں گی انہیں کلمات سے میں آپ سے اجازت لوں گی اور امید رکھوں گی کہ ہم اس پر کوئی پیش رفت کر سکیں۔

جناب چیئرمین: شکریہ، جی سینیٹر محمد عثمان خان کاکڑ صاحب، دو دو منٹ اگر اس پر سارے member بات کریں۔

سینیٹر محمد عثمان خان کاکڑ: جناب چیئرمین! مہربانی، میں ایک اور موضوع پر بھی بات کروں گا اور پھر اس موضوع پر بھی۔

جناب چیئرمین: نہیں پہلے اس پر بات کر لیں۔ بعد میں public importance پر کر لیتے ہیں۔

Senator Muhammad Usman Khan Kakar

سینیٹر محمد عثمان خان کاکڑ: مہربانی جناب چیئرمین صاحب۔ جناب والا! ظاہر ہے کے پاکستان ایک Federation ہے اور Federation کے لیے لازمی ہے کے House of federation بااختیار ہونا چاہیے۔ اس پر تو میرے خیال میں تمام سینیٹ اور تمام پارٹیوں کے ارکان متفق ہیں۔ بلکہ یہاں سے ایک سال پہلے ایک قرارداد بھی اتفاق رائے سے pass ہوئی کہ سینیٹ کے اختیارات قومی اسمبلی کے برابر ہونے چاہیں۔ میری گزارش یہ ہے موجودہ حکومت سے کہ وہ ملک کو اور Federation کو جاتے جاتے ایک تحفہ دے دیں، ایک تاریخ رقم کر دیں کہ وہ سینیٹ کے اختیارات کے Bill کو قومی اسمبلی میں لا کر سینیٹ سے پاس کریں تا کہ اس کے اختیارات قومی اسمبلی کے برابر ہونے چاہیں، اسی میں ملک کا استحکام بھی ہے اور Federating Units قومی وحدتیں زیادہ مضبوط اور مطمئن بھی ہوں گی، اس کے بغیر Federating Units کو اطمینان دلانا بالکل ناممکن ہے۔ یہ بہت ضروری ہے، میری وزیر اعظم صاحب سے، ان کی جماعت اور ان کی Cabinet سے گزارش ہے کہ وہ جاتے جاتے اس Federation کو مزید مضبوط کرنے کے لیے سینیٹ کے اختیارات میں اضافہ کرتے ہوئے اسے قومی اسمبلی کے برابر کر دیں اور آج کل پارلیمنٹ، جمہوریت اور سیاسی جماعتوں کے خلاف جو فضاء بنی ہوئی ہے، بعض غیر جمہوری قوتیں یہ تاثر دے رہی ہیں کہ سیاسی جماعتوں اور پارلیمنٹ نے کچھ نہیں کیا ہے، لہٰذا اس کا جواب اس طریقے سے دینا چاہیے۔

Senator Anwar ul Haq Kakar

سینیٹر انوار الحق کاکڑ: شکریہ، جناب چیئرمین! اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ پاکستان میں House of Federation envisaged جو آئین architect کے تھے انہوں نے اسی لیے کیا تھا کہ Federating Units میں sense of equality translate ہو۔

Particularly, 1971 کے سانحہ کے بعد جس سیاسی تجربے سے ہم گزرے وہ traumatic تھا اور اس trauma کو mitigate کرنے کے لیے the House of Federation was the answer, لیکن جس طرح اس کی ابتداء ہوئی اور جس انداز میں اس نے evolve ہونا تھا اس evolvement میں رکاوٹیں آئیں۔ میں اس ایوان کے توسط سے موجودہ حکومت سے یہ درخواست کروں گا کہ اس میں طاقت کے توازن کی کوئی کھینچاتانی نہیں ہے، ہم قطعاً یہ نہیں چاہتے کہ ان سے اختیارات ہماری جانب آ جائیں۔ یہ sense of participation کے لیے ہے، یہ پارلیمنٹ کی partnership کے لیے ہے، یہ ایک وہ genuine partnership ہے جس میں قومی اسمبلی اور سینیٹ پاکستان کی جمہوریت کو represent کریں گے، پاکستان کے عام آدمی کو represent کریں گے اور پاکستان کی تمام اکائیوں کی participation کو بہتر انداز میں ensure کرا سکیں گے۔ Symbolically اور اس کے essence میں جو سب سے اہم چیز ہے وہ money bill ہے۔ جیسا کہ Leader of the Opposition نے بھی بالکل درست فرمایا کہ قطعاً کوئی یہ نہ سوچے کہ ہم یہ چاہتے ہیں کہ preferential treatments لوگوں کو دی جائیں، ہاں ہم یہ ضرور چاہتے ہیں کہ اس ملک میں جو horizontal development paradigm imbalance ہو چکا ہے اسے address and cater کرنے کے لیے ایک reconcile paradigm کی طرف لایا جائے جس میں سینیٹ کا کردار انتہائی اہم ہے اور اس sense of urgency کو میں امید رکھتا ہوں کہ دوسری طرف بھی سمجھا جائے گا اور یہ پاکستان کے استحکام کے لیے انتہائی اہم قدم ہو گا۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ سینیٹر فاروق حامد نائیک صاحب۔

Senator Farooq Hamid Naek

سینیٹر فاروق حامد نائیک: شکریہ، جناب چیئرمین! Leader of the Opposition نے جس بات کی طرف توجہ دلائی ہے اس پر بہت عرصے سے سینیٹ میں بحث ہوتی رہی ہے اور آج بھی میں سمجھتا ہوں کہ سینیٹ کے ممبران کی یہ خواہش بغیر کسی مقصد کے نہیں ہے کیونکہ اگر آپ دیکھیں تو Parliament is comprising of National Assembly, Senate and the President of Pakistan مگر جو

legislative powers ہیں وہ قومی اسمبلی اور سینیٹ کو دی گئی ہیں۔ All Bills can originate either from the Senate or National Assembly مگر آئین میں جو ایک قدغن لگائی گئی وہ یہ ہے کہ Money Bill or Finance Bill خالی قومی اسمبلی کے اندر originate ہو سکتا ہے۔ جب وہ ہمارے پاس transmit ہوتا ہے تو آئین کے مطابق ہمارے پاس صرف چودہ روز ہوتے ہیں کہ اپنی recommendations دیں۔ Finance Committee جن پر 8,9 10 دن لگا کر جو محنت کرتی ہے اور پھر وہ recommendations lay کر دی جاتی ہیں اور پھر آپ کے توسط سے وہ recommendations National Assembly کو بھیج دی جاتی ہیں، مگر past experience یہ بتاتا ہے کہ قومی اسمبلی ایک non-serious attitude کے ساتھ ان recommendations کو خاطر میں لے کر نہیں آتی ہے، ان پر توجہ نہیں دیتی ہے اور اگر پچاس یا ساٹھ recommendations ہوں تو پانچ یا چھ پر agree کر کے سینیٹ پر بہت احسان جتاتی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک بہت بڑا خلا ہے جس کو پر کرنا چاہیے کیونکہ آئین خاموش ہے کہ recommendations mandatorily قومی اسمبلی کو accept کرنی ہیں یا نہیں کرنی ہیں۔ آئین اس پر بھی خاموش ہے کہ کیا جب وہ ہماری سفارشات کو reject کریں، کیا انہیں justification دینی ضروری ہے یا نہیں۔ آج کے دور کے اندر، آج کے آئین اور قانون کے مطابق اگر کوئی چیز بھی reject کی جاتی ہے تو اس کی justification دینی ضروری ہے۔ سپریم کورٹ کی بھی یہ judgements ہیں کہ اگر کوئی بھی آرڈر کیا جائے تو اس کا reason دینا ضروری ہے لیکن جب یہ قومی اسمبلی میں جاتے ہیں، چاہے وہ Finance Minister ہوں چاہے اسمبلی کے اراکین ہوں، کوئی reasons نہیں دی جاتیں۔ Finance Committee جو اتنا وقت اس پر لگاتی ہے اس کے اراکین اتنی محنت کرتے ہیں، کتنا وقت ضائع ہوتا ہے، وقت ضائع ہونے کا مطلب یہ ہے کہ عوام کا پیسا، national exchequer کے فنڈز بھی ضائع ہو رہے ہیں۔ یا تو یہ بالکل ہی ختم کر دیں اور آئین کے اندر ایک تبدیلی لائی جائے کہ recommendations دینی ہی نہیں ہیں جو کہ میں سمجھتا ہوں کہ قانون کے مطابق نہیں ہو گا کیونکہ Article 25 of the Constitution بہت clearly lay down کرتا ہے کہ everyone is equal before the law

اگر سب قانون کے مطابق برابر ہیں تو اس کے مطابق سینیٹ اور قومی اسمبلی کو بھی equal ہونا چاہیے as far as the legislation is concerned اور ایک قدغن لگائی گئی ہے اور Money Bill and Finance Bill میں disparity create کی گئی ہے، میں سمجھتا ہوں کہ اس کا remove ہونا بہت ضروری ہے۔ Leader of the House بیٹھے ہوئے ہیں، میں ان سے استدعا کروں گا کہ وہ حکومت سے یہ بات کریں کہ ابھی بھی وقت ہے وہ ایک Constitutional Amendment کا بل سینیٹ میں لے آئیں، یہ بل سینیٹ سے originate ہو سکتا ہے اور پھر وقت آنے پر جب یہ قومی اسمبلی میں جائے کیونکہ قومی اسمبلی کی مدت پوری ہونے میں بیس سے بائیس روز رہ گئے ہیں، لیکن اگر جلد ہی سینیٹ کا اجلاس ہو رہا ہے اور یہ بل آ جائے، اس پر تفصیلاً بحث ہو، ہر رکن اپنے خیالات کا اظہار کرے، I think some positive result would be achieved. Thank you sir.

جناب چیئرمین: شکریہ۔ سینیٹر لفٹیننٹ جنرل (ر) عبدالقیوم صاحب۔

Senator Lt. Gen. (Retd.) Abdul Qayyum

سینیٹر لفٹیننٹ جنرل (ر) عبدالقیوم: شکریہ، جناب چیئرمین! میں Leader of the Opposition کی proposal کو fully support کروں گا اور میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ پاکستان کے مشکل ترین حالات میں پوری قوم کی نظریں پارلیمنٹ پر ہوتی ہیں اور پارلیمنٹ ہی ایک جمہوری دور میں پاکستان کو مشکل سے نکال سکتی ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اگر قومی اسمبلی کے علاوہ سینیٹ کو پوری powers حاصل نہیں ہیں تو پھر آپ کی پارلیمنٹ لنگڑی ہے کیونکہ جب تک آپ اسے potent نہیں بنائیں گے آپ ملکی مفاد میں آگے نہیں چل سکتے۔ اگر ایک legislation میں قومی اسمبلی ایک بل پاس کرے وہ قانون نہیں بن سکتا جب تک اسے سینیٹ پاس نہ کرے تو Money Bill تو پھر اس سے زیادہ important ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اس کے اندر سینیٹ کی ایک say ہونی چاہیے، یہ reason کہ indirectly elected House ہے تو میں اس بارے میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ دیکھیں ہم ملک کا وزیراعظم بھی بناتے ہیں تو وہ ایک MNA ہوتا ہے جس کی ایک constituency ہے اور اس constituency نے اسے وہاں کے لیے elect کیا ہے، ملک کے وزیراعظم بننے کے لیے نہیں کیا ہے، ملک کا وزیراعظم کو بھی MNAs, MPAs یا Members of the Parliament ہی elect کرتے ہیں، similarly,

President of the country جب elect ہوتا ہے تو وہ بھی عام direct votes سے نہیں بنتا۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اگر in the long run election بھی کرانے ہیں تو وہ بھی کرائے جا سکتے ہیں، but for the time being Senate کو full authority ہونی چاہیے، یہ House of Federation ہے، اس میں سارے صوبوں کی نمائندگی ہے، اس کا weight ہونا چاہیے۔ On one hand اگر قومی اسمبلی کوئی بل پاس کرے اور ہم نہ کریں تو وہ رک جاتا ہے، on the other hand ہماری سفارشات کو وہ approve کرتے ہیں تو ہم پھر subservient ہو جاتے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک flaw ہے اور میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ agree کرتا ہوں کہ اسے consider کرنا چاہیے۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ سینیٹر ڈاکٹر سکندر میندھرو۔

Senator Dr. Sikandar Mandhro

سینیٹر ڈاکٹر سکندر میندھرو: شکریہ، جناب چیئرمین! دوستوں نے بات کی ہے کہ سینیٹ کی کتنی importance ہے اور اسے کتنے اختیارات ملے ہیں۔ میں نیا ہوں اور مجھے معلوم نہیں ہے لیکن میں نے سنا ہے کہ یہاں پر کافی مرتبہ unanimously یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ Money Bill میں سینیٹ کو اہمیت دینی چاہیے اور اس کے مشوروں اور باتوں پر عمل درآمد ہونا چاہیے۔ میں حیران ہوں کہ اس پر کوئی جواب نہیں آیا، اگر متعدد مرتبہ اس قسم کی unanimous resolutions pass ہوئی ہیں جس میں Treasury Benches کے لوگ بھی شامل ہوتے ہیں تو اس پر ابھی تک کیوں کوئی result نہیں آیا ہے یا ابھی تک اس پر کیوں action نہیں ہوا؟ ایسا time آجاتا ہے جب قومی اسمبلی نہیں ہوتی، وہ dissolve ہو جاتی ہے لیکن یہ ایک permanent House ہے، صوبوں کی representation ہمیشہ ہوتی ہے۔ کیا اس کو یہ اہمیت حاصل نہیں کہ exchequer کے پیسے جو اس پورے نظام کو چلانے کے لیے، سسٹم ہو یا documents ہوں، اس میں نہ مشورہ کیا جائے اور نہ ان کی recommendations کا خیال کیا جائے۔ آئین میں جو اس قسم کی weakness ہے، اسے کون دور کرے گا؟ یہ کام ہم ہی کریں گے اور نیشنل اسمبلی کے لوگ کریں گے۔ جب دونوں اطراف سے اس کی پذیرائی ہو رہی ہے، اسے جائز بھی سمجھا جا رہا ہے اور اس کے حق میں resolutions بھی pass کی گئیں تو آپ بھی اپنی

powerاستعمال کریں اور قومی اسمبلی سے مل کر اس بل کو، اس itemکو یا اس آرٹیکل کو change کروائیں۔ اسی صورت میں ہمیں احساس ہو گا کہ ہمارے ایوان کی بھی کوئی اہمیت ہے اور ہم کچھ contributeکر سکتے ہیں۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ سینیٹر عبدالرحمٰن ملک صاحب۔

Senator Abdul Rehman Malik

سینیٹر عبدالرحمٰن ملک: جناب چیئرمین! شکریہ۔ سینیٹ federationکا symbol ہے اور جب ہم federation کے symbol کی بات کرتے ہیں تو right of the federationکو protectکرنا بھی اسی کا کام ہے۔ اگر آپ اس بات کو اسی تناظر میں لیں اور جس طرح indirect electionsکی بات ہو رہی ہے، جیسے جنرل قیوم صاحب نے کہا، میں اسے تھوڑا آگے لے کر چلوں گا، آپ کا President indirectly elect ہوتا ہے، آپ کا پرائم منسٹر indirectly elect ہوتا ہے، even سپیکر بھی indirectly ہوتے ہیں کیونکہ elect کرنے والے لوگ general public ہیں۔ اگر آپ MPAsکا یا MNAsکا جو ان کا آئینی حق ہے اور اس کے بعد ان کے دیے ہوئے mandateکی توہین کرتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ یہ indirectly آئے ہیں یعنی you are trying to prove that these are of a lower category. اب جب ہم Upper House کی بات کرتے ہیں تو پھر Upper House is Upper House. آپ اس کی worldwide definition لے لیں، آپ یہی کہیں گے کہ upper House جو فیصلہ کرتا ہے، وہ ضروری ہوتا ہے۔ ابھی جیسے فاروق نائیک صاحب نے way out دیا ہے، ہماری بہت سی resolutions pass ہوئیں، میرے خیال میں کوئی ہفتہ خالی نہیں جاتا جس میں میں اس معاملے پر نہیں بولا۔ میں نے اس کے متعلق resolution move کی اور صرف money bill نہیں، سب جگہ یہ کہا جاتا ہے کہ parliamentarians کچھ نہیں کرتے، پارلیمنٹ اپنا حق ادا نہیں کرتی۔ یہاں سے ہماری جو recommendations جاتی ہیں، وہ mandatory نہیں ہوتیں۔ آج حکومت (ن) کی ہے کل پی پی پی کی ہو گی یا کسی اور کی ہو گی لیکن وہ سفارشات جو یہاں سے جاتی ہیں، انہیں seriously نہیں لیا جاتا۔ اگر آپ اس چیز کو لے کر چلتے ہیں، یہاں وقت ضائع کرتے ہیں، آپ بڑی بڑی کمیٹیوں سے

recommendations دیتے ہیں، آپ Whole Committee میں recommendations دیتے ہیں اور جب ان recommendations کا اثر نہیں ہوتا تو مجھے بتائیے ہمارا یہاں بیٹھنے کا کیا فائدہ ہے۔

میں آخر میں کہوں گا کہ جیسے فاروق ایچ۔ نائیک صاحب نے suggest کیا ہے، اس کے لیے constitutional amendment آج ہی move کریں اور میں request کروں گا کہ اگر یہ ذمہ داری آپ فاروق ایچ۔ نائیک صاحب کو اور لیڈر آف دی ہاؤس کو دے دیں تو مناسب ہو گا۔ میں کہوں گا کہ یہ bill حکومت کی طرف سے آنا چاہیے، بے شک فاروق ایچ۔ نائیک اسے بنا دیں۔ میرے خیال میں اس bill کو ہمیں pass کر دینا چاہیے۔

جناب چیئرمین: ملک صاحب! بہت مہربانی۔ سینیٹر مشتاق احمد۔

Senator Mushtaq Ahmed

سینیٹر مشتاق احمد: جناب چیئرمین! شکریہ۔ مجھے اتفاق ہے جو لیڈر آف دی اپوزیشن نے یہاں پر بات کی ہے۔ ہمیں اس بات کو تسلیم کر لینا چاہیے کہ ہمارا جو state structure ہے imbalanced ہے، اگر ہم نے دستوری اداروں کے ذریعے اسے balance نہیں کیا تو اس کے نتائج اچھے نہیں ہوں گے۔ 1971 میں جو واقعہ ہوا، اس کا تذکرہ یہاں پر ہوا، وہ واقعہ بھی اس لیے ہوا کہ state structure balanced نہیں تھا۔ اب یہ جو اس وقت صورت حال ہے، اس میں آپ آبادی کے حوالے سے دیکھ لیں، رقبے کے حوالے سے دیکھ لیں تو ہمیں ایک balanced situation نظر نہیں آتی۔ یہ صرف اس لیے ہے کہ یہ جو غیر متوازن صورت حال ہے، اسے متوازن کیا جائے، اسے balanced کیا جائے۔ ایک طرف سینیٹ کو legislative powers دی گئی ہیں لیکن اسے مالیاتی اختیار نہیں دیا گیا۔ اصل چیز تو مالیاتی اختیار ہے۔ مالیاتی اختیار نہیں ملے گا تو legislative power غیر موثر ہی رہے گی اور یہ ایوان حقیقت میں federation کی ترجمانی نہیں کرے گا۔ لہذا یہ سفارشات جو اتنی محنت سے تیار ہوئی ہیں اور پورے سینیٹ نے انہیں منظور کر دیا ہے، ان کی حیثیت صرف سفارشات کی ہے، ان کی اور کوئی حیثیت نہیں ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ جو ایک سال پہلے قرارداد منظور ہوئی ہے، اس پر پورے ایوان کا اتفاق ہے، ان سفارشات پر بھی پورے ایوان کا اتفاق ہے، ہمیں collectively اور consensus کے ساتھ،

unanimously move کرنا چاہیے اور سینیٹ کے لیے مالیاتی اختیار حاصل کرنے کے لیے اس عمل کو شروع کرنا چاہیے۔

جناب چیئرمین: سینیٹر سسی پلیجو۔

Senator Sassui Palijo

سینیٹر سسی پلیجو: چیئرمین صاحب! شکریہ۔ میرے خیال میں اپوزیشن لیڈر سینیٹر شیری رحمٰن صاحبہ نے جو بات کی ہے، اس پر جس طریقے سے سینیٹر فاروق نائیک صاحب نے اور دوسرے members نے add کیا، میں اس کی بالکل تائید کرتی ہوں۔ ایک ڈیڑھ سال پہلے یہ recommendation یہاں سے resolution کی صورت میں آئی تھی اور گیارہ سے بارہ articles میں amendment کی بات بھی کی گئی تھی، اس پر signatures فقط اس side کے نہیں تھے بلکہ Treasury کی طرف سے راجہ ظفر الحق صاحب کے ساتھ ایک deliberation اور discussion کے بعد، ایک consensus کے ساتھ یہ چیز آئی تھی۔ اس میں NFC کے حوالے سے، صوبوں کے چیف منسٹرز کے یہاں آ کر اپنی بات رکھنے کے حوالے سے، Money Bill کے حوالے سے اور taxation کے حوالے سے بھی یہاں بات ہوئی۔ اس حوالے سے legislation ہونا، ظاہری بات ہے amendment کے لیے آپ کو 2/3rd majority چاہیے جس میں دونوں طرف سے آپ کو strength چاہیے ہوتی ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ آئین کے ضمن میں مرحلہ وار چیزیں بہتر ہوئی ہیں۔ اس آئین کو dictatorship کے زمانے میں محض کاغذ کا ٹکڑا بنانے کی کوشش کی گئی لیکن جب بھی سویلین حکومت آئی، آپ نے دیکھا ہے کہ اسے نہ صرف ہمارے لیڈرز نے اور parliamentarians نے ٹھیک کرنے کی کوشش کی ہے بلکہ اس میں چیزوں کو add بھی کیا ہے جیسا کہ اٹھارہویں ترمیم ہے۔ اب اس ہاؤس کو مالیاتی طاقت یا حیثیت دینا بہت اہم چیز ہے اور میں اس کی مکمل تائید کرتی ہوں۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ سینیٹر طاہر بزنجو۔

Senator Muhammad Tahir Bizinjo

سینیٹر محمد طاہر بزنجو: جناب چیئرمین! شکریہ۔ اس بات کا تو ہم سب اقرار اور اعتراف کرتے ہیں کہ سینیٹ وفاق کی علامت ہے لیکن حقیقتاً وفاق کی اس علامت کو ہم نے ایک debating

club میں تبدیل کر دیا ہے۔ سیدھی بات ہے جب تک سینیٹ کو مالیاتی اختیارات نہیں ملیں گے، اس وقت تک ہم محض سفارشات پیش کرتے رہیں گے اور پر کشش تقاریر کرتے رہیں گے۔

اس ایوان میں مختلف جماعتوں سے تعلق رکھنے والے اراکین تشریف رکھتے ہیں، ان کی تقاریر اور گفتگو سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ ان میں سے کوئی بھی سینیٹ کو مالیاتی اختیارات یا Money Bill کے حوالے سے اسے کردار دینے کی مخالفت نہیں کر رہا۔ پھر ہمیں کوئی بتائے کہ اس میں پھر رکاوٹ کون ہے۔ اگر ساری جماعتیں اس کے حق میں ہیں کہ سینیٹ کو مالیاتی اختیارات ملنے چاہییں، پھر اس کے سامنے رکاوٹ کون ہو سکتا ہے؟ اسی طرح قومی اسمبلی میں جو لوگ بیٹھے ہیں، وہ کون ہیں؟ ان کا تعلق پیپلز پارٹی سے ہے، مسلم لیگ (ن) سے ہے، ہماری پارٹی، نیشنل پارٹی سے ہے اور مختلف جماعتوں سے ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ معاملہ نہایت سنجیدہ ہے۔

جناب چیئر مین! میں نے پہلے بھی کہا تھا اور میں پھر دہراتا ہوں، جب صوبے مطمئن ہوں گے، جب صوبے خوش ہوں گے، تب وفاق طاقتور ہو گا۔ صوبے اگر سینیٹ کو مالیاتی اختیارات دینے، I would repeat اور اٹھارہویں ترمیم پر من و عن عمل کرنے سے خوش ہو سکتے ہیں تو اس سے اچھی اور کیا بات ہو سکتی ہے۔ شکریہ جناب۔

جناب چیئر مین: شکریہ۔ سینیٹر جاوید عباسی صاحب۔

Senator Muhammad Javed Abbasi

سینیٹر محمد جاوید عباسی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئر مین! بہت شکریہ۔ جو point آج لیڈر آف دی اپوزیشن نے اٹھایا ہے، یقیناً اس پر پہلے بھی بات ہوتی رہی ہے اور یہ بہت valid اور ضروری ہے کہ اس معاملے پر discussion کی جائے اور دیکھا جائے کہ کس طرح اسے بہتر بنایا جا سکتا ہے۔ یہ ایک آئینی پوزیشن ہے، جب آئین بنایا گیا، شاید ٹھیک کہا ہے former Chairman Senate Naek صاحب نے کہ یہ شاید Article 73 کا ایک طریقہ کار بتا دیا گیا تھا کہ جب Money Bill National Assembly میں آئے گا، وہاں سے سینیٹ میں آئے گا، یہاں 14 دن کے اندر اندر recommendations ہوں گی اور وہ recommendations واپس جائیں گی۔ یہ ان پر ہے کہ وہ ان پر پوری طرح عمل کرتے ہیں یا اس کو accept کرتے ہیں۔ تو یہ آئینی position بڑے عرصے سے چلی آ رہی ہے، یہ کوئی پہلی مرتبہ یا اسی مرتبہ نہیں ہوا ہے لیکن یہ

بحث ضرور بہت اچھے وقت پر شروع ہو گئی ہے۔اس پر کوئی طریقہ کار اختیار کرنا چاہیے۔ جو آئین بنا رہے تھے انہوں نے یہ معاملہ بہت سوچ سمجھ کر اس لیے کیا کہ شاید ان کے خیال میں یہ تھا کہ Money Bill اگر National Assembly میں رہے۔اگر National Assembly میں جس جماعت کی سب سے زیادہ تعداد ہوتی ہے وہ حکومت بناتی ہے اور اگر Money Bill کسی طرح National Assembly سے پاس نہ کروا سکیں تو پھر اس کے لیے اخلاقی جواز کھو دیتی ہے۔ Senate of Pakistan کی چونکہ نمائندگی ایسی ہے کہ اس میں بعض اوقات ساری مختلف جماعتیں، اپوزیشن کی جماعتیں ان کی تعداد زیادہ ہوتی ہے اور یہ ضروری نہیں کہ جو جماعت حکومت میں ہے اسے Senate of Pakistan میں بھی اکثریت حاصل ہو لہذا میرا خیال ہے کہ انھوں نے سوچ کر یہ بات رکھی ہو گی کہ ہم نے Money Bill اس House میں رکھنا ہے اور یہاں سے recommendations جائیں۔ لیکن اب وقت آگیا ہے کہ اس پر ضرور discussion ہونی چاہیے اور میری گزارش ہے کہ یہاں سے اگر recommendations جائیں تو یہ اختیارات ایک House کے لیے ضروری ہے کہ وہ اس کو دیکھے اور discuss کرے لیکن بغیر وجہ بتائے اگر اس کو فارغ کر دے تو میں سمجھتا ہوں کہ Upper House کی جو عزت ہے وہ اس طرح نہیں ہے کہ جس طرح ہونی چاہیے۔ لہذا یہ کیونکہ ایک آئینی معاملہ ہے اور قانونی معاملہ ہے اس لیے اس پر Committee of the Whole بنائی جا سکتی ہے یا ویسے ایک کمیٹی بنائی جا سکتی ہے تاکہ اس پر discussion ہو کہ یہاں سے جو recommendations جائیں ان کو ہم کس طرح mandatory بنا دیں یا اگر ان کو reject کریں تو وہاں وہ House اس کو discuss کرے اور discussion ہونے کہ بعد House میں ایک vote move ہو ایک Motion move ہو کہ یہ recommendation No. 5 or 6 ہے اگر ہم اس کو accept نہیں کرتے، اگر ہم اس کو reject کر رہے ہیں تو پھر وہ اس کی basis دیں اور پھر وہ ہم تک پہنچنے چاہییں۔اس معاملے پر Committee اگر صرف اس House کی بنائی گئی تو میں سمجھتا ہوں کہ ہم desired result achieve نہیں کر سکیں گے کیونکہ یہ amendment جب بھی آئے، دونوں Houses کا اس میں ہونا ضروری ہے۔ لیکن آپ اگر اپنے good offices کو استعمال کریں اور Speaker National Assembly سے بات کریں اور آنے والے

وقتوں میں دونوں Houses کی ایک کمیٹی بنائی جائے، دونوں Houses کے ممبرز یہاں اس میں بیٹھیں اور اس معاملے کو discuss کریں ۔ یہ ضروری ہے کہ Upper House کو یہ اختیارات ملنے چاہییں کیونکہ صوبوں کی جو بہتر نمائندگی یہ House کر سکتا ہے وہ لوگوں کو جواب دے سکے۔

جناب چیئرمین! اب یہ بد قسمتی ہو گئی ہے کہ چھوٹی سی بات ہوتی ہے تو لوگ Parliament کو جواب دہ ٹھہراتے ہیں۔ اگر ہمارا اس معاملے میں roll نہیں ہے تو ہم وہاں بیٹھ کر یہ نہیں کہہ سکتے کہ یہ Parliament کا کام نہیں ہے یہ ایک House کا ہے۔ لہذا یہ وقت آگیا ہے کہ دونوں Houses کی ایک Committee بنے اس کو دیکھا جائے اور جو Senate کی recommendations ہیں ان پر من وعن عمل ہونا چاہیے۔ بہت شکریہ۔

جناب چیئرمین: سینیٹر طلحہ محمود۔

Senator Muhammad Talha Mehmood

سینیٹر محمد طلحہ محمود: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ یہ جو Money Bill کا مسئلہ ہے یہ بہت عرصے سے چل رہا ہے اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس پر serious کام کرنے کی ضرورت ہے۔ اگر آپ دیکھیں تو اسحاق ڈار صاحب سینیٹ کے ممبر تھے اور as a Finance Minister انھوں نے بجٹ بنایا بلکہ کئی بجٹ بنائے اور وہ بجٹ National Assembly میں پیش کیے اور اگر اس مرتبہ ہم دیکھیں تو مفتاح اسماعیل صاحب، کیا یہ بھی elected ہیں، کیا اسحاق ڈار صاحب بھی direct elected ہیں وہ بھی indirect elected رہے ہیں۔

جناب چیئرمین! جب recommendations تیار کی جاتی ہیں ایک ہفتہ اس پر working ہوتی ہے اور صبح ساڑھے دس بجے Committee meeting شروع ہوتی ہے، پھر ڈھائی بجے شروع ہوتی ہے، اتنی اس پر محنت کی جاتی ہے اور اس کے بعد وہ recommendations تیار کی جاتی ہیں۔ پچھلے دو سال سے اب Planning Commission کی Committee بھی اس میں involve ہو گئی ہے۔ دونوں Committees مختلف جگہ پر بیٹھ کر اس پر working کرتی ہیں اور اس پر بڑی زبردست بحث بھی ہوتی ہے، اس پر بڑا کام کیا جاتا ہے اور جب recommendations تیار ہوتی ہیں اور

جب وہ recommendations آپ National Assembly کو بھجواتے ہیں تو پتہ یہ چلتا ہے کہ اس میں سے کچھ ہو گئیں اور کچھ نہیں ہوئیں، جیسا کہ دوسرے ممبرز نے بھی بتایا۔ تو اس کا مستقل حل نکلنا چاہیے اور اس حل کو نکالنے کے لیے آپ کو اور سپیکر قومی اسمبلی کو ساتھ بیٹھنے کی ضرورت ہے اور بیٹھ کر اس مسئلے کو sort out کرنے کی ضرورت ہے۔ میں آخری بات کر رہا ہوں کہ یہ جو Money Bill ہے اس پر مشترکہ اجلاس بلا کر اس میں پاس کرنے کی ضرورت ہے تاکہ اس میں National Assembly کی بھی input ہو اور Senate کی بھی ہو۔

جناب چیئرمین: سینیٹر میر کبیر محمد شہی۔

Senator Mir Kabeer Ahmed Muhammad Shahi

سینیٹر میر کبیر احمد محمد شہی: شکریہ، جناب چیئرمین! میں مشکور ہوں Opposition Leader صاحبہ کا کہ وہ یہ issue یہاں پر لائیں اور ہم بات کر رہے ہیں۔ جناب چیئرمین! آج یہاں پہلی بار اس پر بات نہیں ہو رہی ہے، گزشتہ تین سالوں میں کئی مرتبہ ہم نے سینیٹ کو empower کرنے کے حوالے سے تقریریں کی ہیں۔ اس پر ایک Committee of the Whole بنی جس پر ہم نے تجاویز دیں کیونکہ کہا گیا کہ direct ہیں اور election کا system change کیا جائے۔

جناب چیئرمین! ایک قومی اسمبلی میں 60 ایسے ممبران بھی ہیں جو کہ indirect آئے ہیں اور وہ بھی Money Bill میں vote کرتے ہیں۔ جو میرے خیال میں 60 یا 62 ہیں۔ جناب چیئرمین! ہم کہتے ہیں کہ سینیٹ وفاق کی علامت ہے، Upper House of Pakistan ہے، چاروں صوبوں کی اور اس کے ساتھ FATA کی نمائندگی کرتا ہے۔ جب اس Money Bill میں کوئی اختیارات نہیں ہیں تو پھر تو FATA کو یا چاروں صوبوں میں سے جو کمزور صوبے ہیں ان کو کوئی فائدہ نہیں ہو گا۔ ہم نے اس پر بھی بحث کی کہ اگر یہ issue ہے تو سینیٹ کے الیکشن کا طریقہ کار change کیا جائے۔ Senate کو دو طریقوں میں بااختیار کیا جائے۔ ایک Money Bill کے حوالے سے اور دوسرا وزیراعظم کو vote کے حوالے سے۔

جناب چیئرمین! میں بھی زیادہ وقت نہ لیتے ہوئے یہی تجویز کرتا ہوں کہ National Assembly and Senate کی ایک Joint Committee بنائی جائے اور اس میں

تمام پارٹیوں کی نمائندگی ہو۔اس کمیٹی میں ہر پارٹی کی نمائندگی ہو۔ ہم اس کوMoney Bill میں discussکرلیں۔

جناب چیئرمین!آج آخری دن ہے اور آپ بجٹ پر بحث کروائیں گے۔ میں اس سے پہلے اس پر بات کرنا نہیں چاہ رہا تھا۔آج تو میں دو چار صفحے لے کر آیا ہوں۔ میں اس وجہ سے نہیں کرنا چاہ رہا تھا کہ چار speechesمیں کر چکا ہوں اور درجنوں تجاویز بھی دے چکا ہوں، میری ایک تجویز بھی Financial Billکا حصہ نہیں بنی۔ تو میری تجویز ہے کہ جیسے ہمارے honourable Speaker National Assembly کی تجاویز بھی آئی ہیں کہ آپ اور Membersایک Joint Committeeتشکیل دیں، تمام پارٹیز کی نمائندگی ہو اور دو issues call کریں۔

جناب چیئرمین: بس ایک ایک، دو دو منٹ لیں، آگے ہم نے budget speech wind upکرانی ہے اور وہ list بھی دے دیں جو ممبرز آج بجٹ پر speechکرنا چاہتے ہیں۔ سینیٹر امام الدین شوقین صاحب۔

Senator Imamuddin Shouqeen

سینیٹر امام الدین شوقین: شیری رحمٰن صاحبہ نے اس پر بڑی گفتگو کی ہے، میں بھی یہ عرض کروں گا کہ Farooq H. Naekصاحب نے تمام ممبران کے ساتھ بیٹھ کر اس Billپر بڑا کام کیا ہے اور یہ انتہائی بدقسمتی کی بات ہے کہ جس طرح میں نے بھی اس budget speechپر کچھ کارآمد تجاویز دی تھیں، اس طرح سے جو ہم چھوٹے صوبے ہیں اگر ان کی تجاویز جو کہ positiveہیں جو اس ملک کے مفاد میں ہیں اور سینیٹ میں کیونکہ تمام ہی جماعتوں کی نمائندگی ہوتی ہے تو اگر اس کو considerنہ کیا جائے تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ انتہائی زیادتی کی بات ہے۔ جس طرح ہمارے ایک دوست نے کہا کہ National Assemblyمیں بھی non-electedلوگوں کی نمائندگی ہوتی ہے اور وہ اس پر voteکرتے ہیں تو سینیٹ تو اس ملک کا سب سے بڑا ایوان ہے اور اس کے ممبرز کو اگر Money Billپر ان کی جو recommendationsملکی مفاد میں اچھی ہیں، وہ acceptنہیں ہوتیں تو یہ بڑی بدقسمتی ہے، تو جو تجاویز آئی ہیں کہ ایک مشترکہ کمیٹی بنائی جائے اور

اس پر کام کیا جائے تو جناب والا! یہ بہت ضروری ہو گا ورنہ میں یہ سمجھتا ہوں کہ سینیٹ اپنی افادیت کھو دے گا۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: سینیٹر محسن عزیز صاحب۔

Senator Mohsin Aziz

سینیٹر محسن عزیز: شکریہ جناب۔ بہت اچھی تجویز ہے لیکن یہ تجویز کوئی نئی نہیں ہے، پرانی بھی ہے کیونکہ اس پر کئی مرتبہ بات ہو چکی ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اب اس پر ٹھوس اقدامات کی ضرورت ہے تاکہ یہ کوئی صحیح شکل اختیار کرے۔ اس Bill کے متعلق جتنی یہاں Senate میں اور دوسری Committees میں محنت کی جاتی ہے وہ Finance Committee unprecedented ہے کیونکہ Finance Bill کو اور اس کے schedule کو clause by clause پڑھا جاتا ہے اور میں پچھلے تین سال میں اس میں موجود رہا ہوں لیکن اس وقت دل کو زخم لگتا ہے جس وقت وہ proposals آگے accept نہ ہوں۔ ہاں across the board بیٹھ کر وہاں پر FBR والے بھی بیٹھے ہوتے ہیں، Ministry of Finance بھی ہوتی ہے، Ministers بھی آتے ہیں تو ہم سمجھتے ہیں کہ ان میں زیادہ تر recommendations accept ہونی چاہئیں اور accept ہونے کے ساتھ ساتھ یہ بھی ہو کہ جہاں پر acceptance نہیں ہے وہ ضرور یہاں آکر بتایا جائے اور Finance Minister یا MoS for Finance یہاں آکر بتائیں کہ فلاں فلاں proposals because of this this reason was turned down.

دوسری بات یہ ہے کہ PSDP میں جو باتیں ہوتی ہیں، اس مرتبہ جو گفتگو ہوئی ہے، میں سمجھتا ہوں کہ اسے صحیح طرح سے conduct نہیں کیا گیا کیونکہ ان کے پاس ایک ہی reason تھی کہ ہمارے پاس funds کی allocation کم ہے، funds کی allocation کم ہے تو PSDP بھی کم بننا چاہیے۔ یہ کسی جگہ نہیں ہوتا کہ آپ بجٹ میں 50 or 60% allocations کریں that is not supposed to be a good budget. Especially, میں آخری بات کرتا ہوں، جس طرح ہم نے وہاں جا کر بات کی کہ خیبر پختونخوا کو صرف اور صرف allocations کا 15% ملا ہے تو 15% is neither here nor

.thereاس لیے میں سمجھتا ہوں کہ ہم آئندہ آپ کی سرکردگی میں اسے ٹھوس طریقے سے آگے لے کر چلیں تاکہ یہ بات ختم ہو۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: سینیٹر اعظم موسیٰ خیل صاحب۔

Senator Sardar Muhammad Azam Khan Musakhel

سینیٹر سردار محمد اعظم خان موسیٰ خیل: شکریہ، جناب چیئرمین! میں مختصر بات کروں گا۔ ایوان بالا، ایوانِ زیریں، مجھے سمجھ نہیں آ رہی کہ ایوانِ زیریں کو وہ اختیارات حاصل ہیں جن سے ایوان بالا محروم ہے۔ ہم قانون سازی کرتے ہیں، اس میں ترمیم اور اضافہ ہمارے اختیارات ہیں لیکن بجٹ میں ہمارا کوئی عمل دخل نہیں ہے۔ یہ عجوبہ قانون ہے کہ ایوانِ بالا کے اختیارات نہیں ہیں، ایوانِ زیریں والے بجٹ بناتے ہیں اور ہم جتنی recommendations دیتے ہیں، انہیں آج تک honour نہیں کیا گیا۔ گزارش ہے کہ سینیٹ کو مالی اختیارات ملنے چاہییں۔

جناب چیئرمین: سینیٹر ڈاکٹر جہانزیب جمالدینی۔

Senator Dr. Jehanzeb Jamaldini

سینیٹر ڈاکٹر جہانزیب جمالدینی: شکریہ، جناب چیئرمین! میں مختصراً دو باتیں عرض کرنا چاہتا ہوں۔ Money Bill اور مالی اختیارات کے بارے میں یہاں پہلے بھی کافی discussion ہو چکی ہے۔ پہلی بات یہ ہے کہ ہمیں determine کرنا ہے کہ ہم پارلیمنٹ کے ممبر ہیں یا نہیں ہیں؟ یہ Upper House ہے، چھوٹے ایوان کے توسط سے جو چیزیں یہاں آتی ہیں، ہم من و عن تمام چیزیں recommend کر کے، approve کر کے بھجوا دیتے ہیں اور ہماری حیثیت کچھ نہیں رہتی۔ ایوان میں ہمارے جتنے بھی دوست بیٹھے ہوئے ہیں، ان کی کوئی شنوائی نہیں ہوتی، Money Bill پر اگر recommendations کو کوئی پوچھتا نہیں ہے تو آپ کے علاقے کے لوگ پوچھتے رہیں گے کہ آپ کی وہاں کیا حیثیت ہے؟ اگر Senate federating units کی نمائندگی کرتا ہے، House of the Federation ہے تو اس کے لیے سب سے اہم چیز ہے۔ ہم اس میں دو چیزیں strongly recommend کرتے ہیں اور آپ کو ان پر stand لینا ہو گا کہ سینیٹ کے اختیارات قومی اسمبلی کے برابر ہونے چاہییں، اس کو مالی اختیارات ہونے چاہییں۔ دوسری بات یہ ہے کہ سینیٹ اور قومی اسمبلی کی equation اگر یہاں 104 members ہیں اور وہاں زیادہ ممبران ہیں، ان کی equation ایک جیسی ہونی چاہیے۔ قومی اسمبلی میں کسی بھی Bill کو Joint

Session میں bulldoze کرنے سے پرہیز کیا جانا چاہیے۔ میں اس لیے بار بار کہتا ہوں کہ ہماری recommendations approve نہیں ہوتیں، اس سے پہلے پیپلز پارٹی کے دور میں بہت ساری چیزیں ایسی تھیں جو positive تھیں، کچھ recommendations آتی تھیں، کچھ development funds دیے جاتے تھے، لوگوں کا خیال کیا جاتا تھا۔ اب تو کہتے ہیں کہ آپ کے پاس تو constituency ہی نہیں ہے، مطلب یہ کہ ہم خلاء سے نیچے اتر کر آئے ہیں اور یہاں کے ممبر بنے ہیں۔ اس بارے میں آپ اپنا role ادا کریں۔

Direction of the Chairman

Mr. Chairman: Thank you. Resolution passed by the Senate reflects the aspirations of Upper House of the Parliament being the House of the Federation. The Government is advised to implement the resolutions of the Senate with regard to role of the Senate in the Finance Bill especially, in the PSDP in letter and spirit. We will also deliberate the matter in Business Advisory Committee tomorrow.

Order No. 2. Senator Mustafa Nawaz Khokhar, Chairman, Functional Committee on Human Rights may move Order No. 2.

Presentation of report of the Functional Committee on Human Rights on the Bill further to amend the Women in Distress and Detention Fund (Amendment) Bill, 2017

Senator Mustafa Nawaz Khokhar: Thank you, Mr. Chairman. I lay before the House the report of the Functional Committee on Human Rights on the Bill further to amend the Women in Distress and Detention Fund Act, 1996 [The Women in Distress and Detention Fund (Amendment) Bill, 2017].

Mr. Chairman: Report stands laid. Order No. 3. Senator Mustafa Nawaz Khokhar may move Order No. 3.

Presentation of report of the Functional Committee on Human Rights on the Juvenile Justice System Bill, 2018

Senator Mustafa Nawaz Khokhar: Sir, I lay before the House the report of the Committee on the Bill to provide for criminal justice system for juveniles [The Juvenile Justice System Bill, 2018].

Mr. Chairman: Report stands laid. Order No. 4. Senator Mustafa Nawaz Khokhar, Chairman, Functional Committee on Human Rights may move Order No. 4.

Presentation of report of the Functional Committee on Human Rights on the Criminal Laws (Amendment) Bill, 2018

Senator Mustafa Nawaz Khokhar: Sir, I lay before the House the report of the Committee on the Bill further to amend the Pakistan Penal Code, 1860 and the Code of Criminal Procedure, 1898 [The Criminal Laws (Amendment) Bill, 2018].

Mr. Chairman: Report stands laid. Order No. 5. Senator Mustafa Nawaz Khokhar, Chairman, Functional Committee on Human Rights, may move Order No. 5.

Presentation of report of the Functional Committee on Human Rights on the Islamabad Capital Territory Child Protection Bill, 2018

Senator Mustafa Nawaz Khokhar: Sir, I lay before the House the report of the Committee on the Bill to provide for the protection and care of children in the Islamabad Capital Territory [The Islamabad Capital Territory Child Protection Bill, 2018].

Mr. Chairman: Report stands laid. Order No. 6,

اعظم خان سواتی صاحب نے کہا ہے کہ اسے defer کر دیں کیونکہ وہ شہر سے باہر ہیں، انہوں نے leave کی application دی ہے۔

Order No. 7. Senator Raja Muhammad Zafar-ul-Haq, Leader of the House and Senator Sherry Rehman, Leader of the Opposition, may move Order No. 7. Raja Sahib.

Motion under Rule 204 moved by Senator Raja Muhammad Zafar-ul-Haq, Leader of the House regarding constitution of a Special Committee on Law Reforms

Senator Raja Muhammad Zafar-ul-Haq (Leader of the House) *Bismillah ir Rehman ir Raheem*. I move under Rule 204 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 2012, that this House may authorize the Chairman Senate to constitute a Special Committee on Law Reforms. The Committee shall make its Terms of Reference. The Chairman Senate may also be authorized to make changes in the composition of the Committee as and when deemed necessary.

Mr. Chairman: It has been moved under Rule 204 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 2012, that this House may authorize the Chairman Senate to constitute a Special Committee on Law Reforms. The Committee shall make its Terms of Reference. The Chairman Senate may also be authorized to make changes in the composition of the Committee as and when deemed necessary.

(The motion was carried)

Mr. Chairman: We may now take up Order No. 8, regarding speeches on the Federal Budget 2018-19.

اعظم موسیٰ خیل صاحب! آپ کے پاس دس منٹ ہیں۔

Further Discussion on the Budget and Finance Bill, 2018-19 in order to make recommendations to the National Assembly

Senator Sardar Muhammad Azam Khan Musakhel

سینیٹر سردار محمد اعظم خان موسیٰ خیل: جناب والا! جیسے آپ کی مرضی، اگر آپ تین منٹ بھی کریں گے تو بھی مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔

جناب چیئرمین: آپ کی مہربانی۔

سینیٹر سردار محمد اعظم خان موسیٰ خیل: جناب چیئرمین! آپ کا شکریہ کہ آپ نے مجھے Budget 2018-19 پر اپنے خیالات کے اظہار کا موقع دیا۔ جناب والا! ستم تو یہ ہے کہ ہم اپنی قومی زبانوں سندھی، بلوچی، پشتو اور سرائیکی میں یہاں بات نہیں کر سکتے، ہم پر ایسی زبان تھونپی گئی ہے جس کی یہاں نہ قومیت ہے، نہ وحدت ہے اور ہم اس زبان کے پابند ہیں۔ اگر ہم اپنی زبان میں تقریر کرتے تو ہمارے لیے آسانی بھی ہوتی اور وقت بھی کم لگتا۔

جناب چیئرمین: موسیٰ خیل صاحب! دوسروں کو سمجھ نہیں آتی۔

سینیٹر سردار محمد اعظم خان موسیٰ خیل: جناب والا! ہم ایک مرتبہ اپنی زبان میں سوچیں گے اس کے بعد اپنی سوچ کو اردو میں convert کریں گے۔ جناب والا! جہاں تک بجٹ کا تعلق ہے تو سابق budgets ہوں یا موجودہ بجٹ ہو، صوبہ پشتونخوا، فاٹا، پشتون، بلوچ صوبہ بلوچستان کا خاطر خواہ لحاظ نہیں رکھا گیا۔

جناب چیئرمین: موسیٰ خیل صاحب! صوبوں کا آئینی نام لیں جو آئین میں ہے۔

سینیٹر سردار محمد اعظم خان موسیٰ خیل: آئین میں پشتون، بلوچ صوبہ ہے۔

جناب چیئرمین: اس کا نام بلوچستان ہے یا جو بھی آئین میں لکھا ہے، آپ وہ نام لیں۔

سینیٹر سردار محمد اعظم خان موسیٰ خیل: آئین میں یہی ہے کہ پشتون، بلوچ صوبہ، پشتونوں اور بلوچوں کی وحدتوں اور زبانوں پر بنا ہوا ہے، اس سے کوئی انکار نہیں کر سکتا۔ ہم اور ہمارے بلوچ بھائی اپنی سرزمین پر پانچ ہزار سالوں سے، پاکستان بننے سے پہلے رہ رہے ہیں۔ اللہ نہ کرے اگر پاکستان نہیں رہتا لیکن بلوچ، پشتون، سندھی اور پنجابی رہیں گے۔ وفاقی بجٹ 5932 ارب کا ہے، ترقیاتی اخراجات 2001 ارب روپے، غیر ترقیاتی اخراجات میں اضافہ۔ جب آپ ترقی کے لیے بجٹ میں کچھ

نہیں رکھیں گے تو پھر اس کے معنی ہیں کہ ہم ترقیاتی کاموں سے محروم ہوں گے۔ جب ترقیاتی کام نہیں ہوں گے تو ہمارے پاس روٹی، کپڑا اور مکان کے لیے گنجائش کم ہو گی۔ جناب والا! ہم دفاعی بجٹ میں بڑی سخاوت کرتے ہیں، ہم نے 1100 ارب روپے کا دفاعی بجٹ رکھا ہے اور پنشن کے لیے علیحدہ رقم مختص ہے۔ اس ملک کے بجٹ کا 80 فیصد حصہ ہمارے دفاع پر خرچ ہوتا ہے۔ اس بجٹ میں اخراجات کا تخمینہ 5246 ارب اور 1890 ارب روپے کا خسارہ ہے۔ اس بجٹ میں قرض لینے کی تجویز رکھی گئی ہے کہ عالمی استعماری مالیاتی اداروں سے 2300 ارب روپے کا قرض لیں گے پھر شاید اس قابل ہوں گے کہ اپنے ملک کو چلا سکیں۔

جناب چیئرمین! ترقی کی شرح 6.2 فیصد جبکہ مہنگائی 6 فیصد ہے۔ جب تک مہنگائی کو control نہیں کریں گے، آپ تنخواہوں میں جتنا بھی اضافہ کریں، وہ بے جا ہے۔ سب سے پہلے مہنگائی کو control کرنا ہے اور اگر ہم اس میں کامیاب ہو گئے تو ہم تمام چیزوں میں کامیاب ہوں گے۔ آبی منصوبوں کے لیے 7900 ارب رکھے گئے، جو بہت کم ہے۔ ہمارا صوبہ مون سون کی range میں آتا ہے اور اس کو dams کی اشد ضرورت ہے جبکہ اس کے لیے بہت کم رقم رکھی گئی ہے۔ بجلی کے لیے 148 ارب روپے اور زرعی feeders پر 18 گھنٹے کی load shedding ہے اور بجلی کے لیے بجٹ میں بہت کم رقم رکھی گئی ہے۔ تعلیم کے لیے 46.67 ارب روپے مختص ہیں، اس ملک میں طبقاتی نظام تعلیم ہے۔ سرمایہ دار اور غریب کے بچوں کے لیے ایک طرح کا نظام تعلیم ہونا چاہیے، پھر یہ ملک اس قابل ہو گا کہ اس میں انصاف کے تقاضے پورے ہوں۔ شاہراہوں کے لیے 3180 ارب روپے اور ریلوے کے لیے 40 ارب روپے رکھے گئے ہیں، جو بہت کم ہے۔ پاکستان میں 2500 کلو میٹر motorway بنا ہوا ہے۔ میں صوبوں کا نام اس لیے نہیں لوں گا کیونکہ لوگ ناراض ہوتے ہیں کہ آپ خواہ مخواہ ہمارے صوبوں اور اکائیوں کا نام لیتے ہیں۔ جب بھی بجٹ بنتا ہے، اس میں صرف نواب شاہ اور لاہور کو ملحوظ خاطر رکھا جاتا ہے جبکہ FATA، بلوچستان اور خیبر پختونخوا کو نظر انداز کیا جاتا ہے۔ Peoples Party and Muslim League کے ادوار میں ہم اپنے حقوق سے محروم رہتے ہیں جبکہ پاکستان میں سب سے زیادہ وسائل ہمارے علاقوں میں ہیں، FATA, Balochistan اور Khyber PakhtunKhwa میں اس دنیا کی تمام نعمتیں اور وسائل موجود ہیں۔ آج بھی ڈیرہ بگٹی، شیرانی اور آپ کے ضلع نوشکی میں لوگ لکڑیوں سے اپنے چولہے جلاتے

ہیں لیکن ہماری گیس ملک کے چپے چپے میں پہنچ چکی ہے۔ پھر کہتے ہیں کہ آپ ایسی باتیں کرتے ہیں جس سے ہمارا دل دکھتا ہے۔ دل تو ہمارا دکھتا ہے کہ ہم اپنے وسائل سے محروم ہیں، ہمارے گھروں میں روٹی نہیں ہے اور ہم بھوکے پھر رہے ہیں جبکہ ہمارے وسائل دوسروں کی عیاشیوں کے لیے استعمال ہو رہے ہیں۔

جناب چیئرمین! اس ملک میں 38 سال جمہوریت اور 32 سال آمریت رہی ہے۔ جمہوریت کے 38 سالوں میں ہر وزیراعظم نے تقریباً 2 سال حکمرانی کی ہے۔ اکتوبر 1954 میں رسوائے زمانہ جسٹس منیر کے اقدامات نے گورنر جنرل غلام محمد کے اقدامات کو درست قرار دیا تھا اور آج تک وہی سلسلہ چلتا آ رہا ہے۔ ہم نے یہ ملک جمہوریت کے لیے بنایا تھا لیکن جمہوریت کا دورانیہ بہت کم رہا ہے۔ آئین کا تقاضہ ہے۔۔

جناب چیئرمین: جی! آپ continue رکھیں۔

سینیٹر سردار محمد اعظم خان موسیٰ خیل: آئین میں یہ لکھا گیا ہے کہ اگر کوئی آئین کو پامال کرے گا تو اس کے لیے سزا مقرر ہے۔ چار مارشل لا ادوار میں چار مرتبہ آئین کو پامال کیا گیا لیکن آج تک آئین کی implementation نہیں ہوئی ہے۔ آئین طاقت ور قوتوں کے سامنے بے بس ہے۔ اگر آپ چوری کریں گے تو آپ کو سزا ہوں گی لیکن اگر آپ ملک کا آئین پامال کریں گے تو آپ کو کچھ نہیں ہو گا۔ آپ کو بڑے اچھے طریقے سے بیرون ملک پہنچایا جائے گا جس طرح ہم نے جنرل پرویز مشرف صاحب کو پہنچایا۔

جناب چیئرمین! ملک میں حقیقی federation کے قیام کے لیے سینیٹ کے اختیارات کو قومی اسمبلی کے برابر ہونا چاہیے۔ جب تک سینیٹ کے اختیارات قومی اسمبلی کے برابر نہیں ہوتے، اس وقت تک سینیٹ کے مقام پر سوالیہ نشان ہے۔ مختلف ادارے اپنے اداروں کا احتساب کرتے ہیں۔ اگر ہم اداروں کا احتساب کرنے کے لیے شفافیت کو ملحوظ خاطر رکھیں، ملک میں شفافیت ہو اور احتساب کا عمل شفافیت سے گزرے، اس کے لیے ایک ادارے کی ضرورت ہے۔ یہ ایک غلط روایت ہے کہ ہمارے لیے علیحدہ قانون جبکہ عدالتوں، فوجیوں اور دیگر اداروں کے لیے علیحدہ قانون لاگو ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ سیاست دان corrupt ہیں، میں آپ کی اجازت سے ایک مثال پیش کرتا ہوں کہ ہمارے صوبے میں دو IG FC رہے ہیں، انؑ میں سے ایک نے 13 ارب روپے کی corruption کی اور

دوسرے نے 15 ارب روپے کی corruption کی ہے اور ان کو باعزت طریقے سے اپنے گھر بھیجوایا گیا۔ یہ ان کے ادارے کا احتساب ہے۔ سابق وزیر اعظم نواز شریف کی 62 پیشیاں ہو چکی ہیں، پتہ نہیں ان کی اور کتنی پیشیاں ہوں گی۔ احتساب کے لیے ایک ادارہ ہونا چاہیے، جب ایک ادارہ ہوگا تو اس کے بہترین نتائج ہوں گے، انصاف ہوگا اور طبقاتی اور استحصالی نظام کا خاتمہ ہو جائے گا۔

جناب چیئرمین! کئی سالوں کی کڑی محنت اور سینیٹر رضا ربانی اور مرحوم عبدالرحیم کے کاوشوں کے بعد اٹھارویں ترمیم ہوئی، جس کے بعد ہمیں اچھی زندگی بسر کرنے کا موقع دیا گیا۔ مختلف کونوں سے سازش ہو رہی ہے کہ اٹھارویں ترمیم میں مداخلت کی جائے، یہ بدقسمتی اور بہت بڑی غلطی ہو گی، اگر کسی نے اس میں مداخلت کی تو اس کے مثبت نتائج نہیں ہوں گے۔ صوبوں کو مزید اختیارات دینے کی ضرورت ہے۔ یہ ملک مختلف قوموں اور اکائیوں کا گلدستہ ہے، اگر ہم اس گلدستے کو توڑیں گے تو اس کا یہ مطلب ہوگا کہ ہم اچھی طرح پیش رفت نہیں کر رہے ہیں۔ اکائیوں کا لحاظ رکھنا ہوگا۔ اکائیاں اس لیے یکجا ہیں کیونکہ یہ federation ہے، اگر federation کے اختیارات میں کوئی مداخلت کرے گا تو اس کا یہ مطلب ہوگا کہ یہ لوگ federation کو کمزور کرنے کے لیے اکائیوں کو بدظن کر رہے ہیں، اس کی مثال بنگلہ دیش کی صورت میں ہمارے سامنے ہے۔ ہم بنگلہ دیش پر ہنس رہے تھے، بنگلہ دیش جو ہم سے آزاد ہوا تھا، اس کی ہم سے اچھی حکومت بھی ہے اور وہ ہم سے زیادہ بہتری کی طرف جا رہے ہیں۔ ظلم کوئی برداشت نہیں کر سکتا اور ظلم کے خلاف جہاد ہوتا ہے۔ اگر کوئی والد اپنے بچوں کے ساتھ انصاف نہ کرے تو والد کے خلاف بغاوت ہوتی ہے، اسلامی معاشرہ میں، پشتون، بلوچ، سندھی اور سرائیکی معاشرہ میں والد کا بہت بڑا مقام ہوتا ہے۔ جب ایک والد کے خلاف بغاوت ہو جاتی ہے تو باقی لوگ اس زمرے میں نہیں آتے ہیں۔ ہم نے اس ملک کو بنایا ہے۔ ہم اس ملک کے خلاف نہیں ہیں لیکن یہ کہنا کہ آپ اس ملک کے غدار ہیں غلط ہے۔ سندھی، پشتون اور بلوچ صوبے سے ہونے کا مطلب ہے کہ آپ اس ملک کے وفادار نہیں ہیں۔ ہم تین چار قومیں اس ملک کے وفادار ہیں اور یہ ملک ہم لوگوں نے ہی بنایا ہے۔ ہم قطعاً اس ملک کو نہیں توڑیں گے لیکن جو لوگ اس کے توڑنے کے پیچھے لگے ہوئے ہیں ان کی مخالفت ہم ضرور کریں گے۔ اگر کوئی کہے کہ آپ سندھی، پشتون اور بلوچ غدار ہیں تو یہ ہمارے لیے فخر ہے، ہمارا اعزاز ہے۔ ہم ان باتوں سے قطعاً اپنی وحدت سے پیچھے نہیں ہٹیں گے۔

جناب چیئرمین: سینیٹر صاحب! بجٹ پر آئیں۔

سینیٹر سردار محمد اعظم خان موسیٰ خیل: جناب چیئرمین! فاٹا کی طرف آتے ہیں۔ فاٹا کے بارے میں 1921 میں انڈیا اور افغانستان نے راولپنڈی میں ایک معاہدہ کیا ہے کہ فاٹا کی حیثیت آزاد ہوگی۔ قبائلی علاقہ ہوگا۔ Frontier tribal علاقہ ہوگا اور یہ بھی آئین میں لکھا ہوا ہے۔ جتنے آئین بھی ہم نے بنائے ہیں۔ 1956 اور 1973 کے آئین میں بھی فاٹا کو آزاد حیثیت حاصل ہے۔ ملک کے اندر مختلف قسم کے مرحلے آئے اور آئینی تبدیلیاں ہوئیں مگر فاٹا کو کسی نے نہیں چھیڑا۔ فاٹا کی حیثیت جوں کی توں رہی۔ جناب چیئرمین! اگر ہم فاٹا کو چھیڑیں گے تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ ہم ایک بہت بڑے بحران کو دعوت دے رہے ہیں۔ آج ہماری بات لوگوں کو سمجھ بھی نہیں آئے گی۔ میں آج یہ عرض کر رہا ہوں کہ فاٹا کو فاٹا کے لوگوں کی مرضی کے بغیر ضم نہیں کیا جائے۔ قائداعظم کی فاٹا کے نمائندہ جرگے کے ساتھ میٹنگ ہوئی۔ قائداعظم کو بعض جگہوں پر لوگ نہیں مانتے۔ قائداعظم کا ان کے ساتھ جرگہ ہوا کہ فاٹا میں اگر کوئی تبدیلی ہم لائیں گے تو اس میں فاٹا کے لوگوں کی مرضی شامل ہوگی۔ قطعاً ان کی مرضی کے بغیر اس میں کوئی تبدیلی نہیں لائی جائے گی۔

جناب چیئرمین: سینیٹر صاحب! بجٹ پر آئیں۔

سینیٹر سردار محمد اعظم خان موسیٰ خیل: یہ بھی بجٹ کا حصہ ہے۔ جناب چیئرمین! دہشت گردی کے حوالے سے بجٹ میں بات کی گئی۔ دہشت گردوں کو ہم نے یہاں پر بسایا۔ ضیاء الحق نے اس ملک کو مصیبت کے دہانے پر کھڑا کیا تھا۔ تمام دہشت گردوں کو فاٹا میں بسایا گیا۔ ہمارے ساتھ زیادتی کی گئی۔ ہمارے پرامن علاقے فاٹا کو آپ نے تہس نہس کیا۔ 60ہزار افراد فاٹا میں شہید ہوئے ہیں۔ نہایت معذرت کے ساتھ، 1400 خواتین آج تک غائب ہیں اور ان کے بارے میں کسی کو معلوم نہیں ہے۔ جناب چیئرمین! آپ لوگوں کا کیا خیال ہے؟ یہ پشتون اس سانحے کو بھول جائیں گے۔ یہ الگ بات ہے کہ آج ہم میں طاقت نہیں ہے۔ ہم کمزور ہیں لیکن جب طاقت آئے گی اس کے بارے میں پوچھا جائے گا۔ جن لوگوں نے ہمارے ساتھ فاٹا اور بلوچستان میں زیادتی کی ہے۔ بلوچستان میں جمہوری ادوار میں ہم پر فوج کشی کی گئی ہے۔ جمہوریت کے ہوتے ہوئے بھی ہمارے مری کے علاقوں میں بھی بمباری کی گئی ہے۔ ہم یہ بھول جائیں گے؟ آپ نے اکبر بگٹی کو شہید کیا۔ اس کا کیا قصور تھا بلکہ اگر میں یہ کہوں کہ اس سے پیشتر اکبر بگٹی آپ کے خلاف نہیں تھا لیکن آپ نے اس کو شہید کیا۔ آپ نے خان عبدالصمد خان کو شہید کیا۔ آپ نے ہزاروں بلوچوں، سندھیوں اور پشتونوں کو بلاوجہ شہید کیا۔ جناب چیئرمین!

پشتون، بلوچ، سندھی اور سرائیکی کے ساتھ زیادتی ہو رہی ہے۔ یہ زیادتی زیادہ دیر نہیں چلے گی۔ جب تک ہم میں طاقت نہیں ہے تو یہ چلے گی اور جب ہمارے پاس طاقت آئے گی تو اس کا حساب دینا پڑے گا۔ بہت لمبا اور بھاری بھر کم حساب ہے۔ اس میں وہ لوگ پھنس جائیں گے جنہوں نے ہمارے ساتھ زیادتیاں کی ہیں۔

جناب چیئرمین: سینیٹر صاحب! Wind up کریں۔

سینیٹر سردار محمد اعظم خان موسیٰ خیل: فاٹا کے لیے خرچ 24.5 ارب روپے رکھے گئے ہیں جو کہ بہت کم رقم ہے۔ آپ نے تین ہزار دکانوں کو مسمار کیا۔ دکانوں اور مارکیٹوں کا کیا قصور ہے؟ آپ نے دہشت گردوں کو باہر سے بلایا۔ یہ بیرونی ایجنڈا تھا۔ بیرونی ایجنڈے پر عمل درآمد آپ نے فاٹا میں شروع کیا۔ آپ نے ہمارے تین ہزار دکانیں گرائیں۔ ہمارا معاشی قتل آپ نے کیا ہے۔ ہمارا جانی قتل آپ نے کیا ہے۔ آج تک فاٹا والوں نے پاکستان مردہ باد کا نعرہ نہیں لگایا۔ ان کی جرأت کو سلام ہے۔ آج تک انہوں نے پاکستان مردہ باد کا نعرہ نہیں لگایا لیکن آپ آج اس کے پیچھے لگے ہوئے ہیں کہ ہم فاٹا کو صوبہ پشتونخوا میں ضم کریں گے۔ جناب چیئرمین! جہاں تک میں سمجھتا ہوں کہ اس کے نتائج مثبت نہیں نکلیں گے اور ملک کے حق میں نہیں ہوں گے۔

جناب چیئرمین! آپ ہماری خارجہ اور داخلہ پالیسی لے لیں۔ تمام دنیا سے ہماری دشمنی ہے۔ سوائے چین کے ایک ملک آپ بتائیں کہ کس ملک کے ساتھ ہماری دوستی ہے۔ تمام دنیا سے ہماری دشمنی ہے۔ ہماری خارجہ اور داخلہ پالیسی مکمل طور پر ناکام ہے۔ جب تک خارجہ اور داخلہ پالیسی پارلیمنٹ میں نہیں بنے گی اس وقت تک ہمارے ملک میں مشکلات کی بھرمار ہو گی۔ مشکلات ہی مشکلات ہوں گی۔ اگر خارجہ اور داخلہ پالیسیوں کے بنانے کے اختیارات پارلیمنٹ کے پاس آجائیں تو مشکلات میں کمی ہو گی۔ یقیناً مشکلات کم ہوں گی اور ملک اچھی سمت میں جائے گا۔ جناب چیئرمین! جہاں تک ملک کی بقا کا مسئلہ ہے۔

جناب چیئرمین: سردار صاحب! بجٹ پر آئیں آپ کا time ہو گیا ہے۔ آپ کے بیس منٹ ہو گئے ہیں۔ سردار صاحب! Wind up کریں۔ دوسرے ساتھیوں کو بھی موقع دیں۔ جلدی کریں۔

سینیٹر سردار محمد اعظم خان موسیٰ خیل: جناب چیئرمین! بالکل wind up کروں گا۔ الیکشن کمیشن کو ہم نے زیادہ اختیارات دیے ہیں۔ اتنے زیادہ اختیارات ہم نے دیے ہیں لیکن افسوس کا

مقام ہے کہ ہم کس کا دروازہ کھٹکھٹائیں؟ عدالتوں میں جائیں تو dictation کے فیصلے ہوتے ہیں۔ جہاں پر انصاف کے لیے لوگ جاتے ہیں وہاں پر dictation کے فیصلے ہونے کی وجہ سے لوگوں کے ساتھ بے انصافی ہوتی ہے۔ ہماری عدالتی فیصلوں پر لوگ ہنس رہے ہیں۔ ہماری عدالتی فیصلوں کا لوگ مذاق اڑا رہے ہیں۔ اڑانا بھی چاہیے۔ الیکشن کمیشن کو ہم نے اختیارات دیے ہیں۔ اتنا powerful کیا ہے لیکن افسوس کا مقام ہے کہ اتنے اختیارات دینے کے باوجود آپ ہمارے ساتھ زیادتی کرتے ہیں۔ پھر ہم کیسے یہ یقین کریں گے کہ آپ کے زیر سایہ جو انتخابات ہو رہے ہیں وہ انتخابات شفاف ہوں گے۔ قطعاًان میں شفافیت نہیں ہوگی۔

جناب چیئرمین! ضلع موسیٰ خیل اور شیرانی جیسا کہ میں پہلے بھی گزارش کر چکا ہوں ابھی اختصار کے ساتھ ان پر ذرا روشنی ڈالوں گا۔ دو صوبائی اسمبلی کی سیٹیں ہیں۔ دونوں کو بلاوجہ merge کیا گیا ہے۔ کوئٹہ کی جو حلقہ بندیاں کی گئی ہیں تعصب کی بنیاد پر کی گئی ہیں۔ یہ حلقہ بندیاں اس وجہ سے کی گئی ہیں کہ کوئٹہ کے حلقے سے ایسے نمائندے نہ آ جائیں۔

جناب چیئرمین: سینیٹر صاحب! اس پر آپ نے پرسوں بھی بات کی تھی۔ اب آپ بجٹ پر آ جائیں۔

سینیٹر سردار محمد اعظم خان موسیٰ خیل: وہاں سے ایسے نمائندے نہ آ جائیں جو لوگوں کی فلاح و بہبود کے لیے کوئی اچھا اقدام کر سکیں۔ کوئٹہ کے حلقے کو انہوں نے disturb کیا ہے۔ اسی طرح کراچی کو لے لیں۔ کراچی کے جو حلقے بنائیں ہیں وہ بھی غلط طریقے سے بنائیں گئے ہیں۔ ہمارے ضلع موسیٰ خیل PB-4 اور شیرانی PB-1 کو merge کیا گیا ہے۔ جناب چیئرمین! عجوبہ اور حیرانگی کی بات تو یہ ہے کہ شیرانی کا قومی اسمبلی کا حلقہ ژوب اور قلعہ سیف اللہ ہے۔ ضلع موسیٰ خیل کی قومی اسمبلی کا حلقہ ضلع لورلائی اور ضلع زیارت ہے۔ ایک صوبائی اسمبلی کی سیٹ اور دو مختلف قومی اسمبلی کی سیٹیں، جناب چیئرمین! ہمارے ساتھ بہت زیادتی ہوئی ہے۔

جناب چیئرمین: سینیٹر صاحب! بہت مہربانی۔

سینیٹر سردار محمد اعظم خان موسیٰ خیل: ایوان کے توسط سے میری گزارش ہے کہ جو فیصلہ آپ نے کیا ہے اس پر نظر ثانی کریں اور موسیٰ خیل اور شیرانی کی صوبائی اسمبلی کی سابقہ سیٹوں کو بحال کیا جائے۔

جناب چیئرمین: شکریہ سینیٹر صاحب۔

سینیٹر سردار محمد اعظم خان موسیٰ خیل: جناب چیئرمین! جہاں تک فاٹا کا تعلق ہے، فاٹا کو فاٹا کے عوام کی مرضی کے بغیر قطعاً merge نہ کیا جائے۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: شکریہ، سینیٹر میر کبیر احمد محمد شہی صاحب۔

Senator Mir Kabeer Ahmed Muhammad Shahi

سینیٹر میر کبیر احمد محمد شہی: جناب چیئرمین! شکریہ۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ میں بجٹ پر بات کرنے سے پہلے ایک بات ضرور کرنا چاہوں گا کہ میں سردار اعظم موسیٰ خیل صاحب کی بہت قدر کرتا ہوں، انتہائی قدر کرتا ہوں لیکن سردار صاحب پہلے بھی اس طرح کرتے رہے، ان سے بات ہوئی۔ آج دوبارہ بھی انہوں نے کئی دفعہ بلوچستان صوبے کے نام میں جمع تفریق کی۔

جناب چیئرمین! جب صوبوں کے ناموں میں جمع تفریق کی جاتی ہے تو شاید یہ آئین کے آرٹیکل 6 کے زمرے میں آتا ہے۔ میں بہت محبت کے ساتھ یہ بات کرنا چاہوں گا کہ سردار صاحب کی یہ بات بالکل غلط نہیں کہ بلوچ اپنی سرزمین پر بیٹھا ہے، پشتون اپنی سرزمین پر بیٹھا ہے اس صوبے کا نام صوبہ بلوچستان ہے، اس میں دورائے نہیں ہیں۔ بلوچ سندھ میں بیٹھا ہے، وہ سندھ دھرتی کے لئے اپنے آپ کو قربان کرتا ہے۔ میری گزارش ہے کہ اگر میرے پشتون بھائی اپنی رضامندی سے خیبر پختونخوا میں جانا چاہتے ہیں تو بلوچستان اسمبلی میں قرارداد لائیں۔ ہم ہر بلوچ کی شلوار پکڑ کر سو فیصد اس کو بلوچستان اسمبلی سے پاس کرائیں گے۔ مہربانی کرکے آئندہ اس floor پر یہ بات نہ کریں۔

جناب چیئرمین: بجٹ پر آئیں۔

سینیٹر میر کبیر احمد محمد شہی: ابھی بجٹ پر آتا ہوں۔ بجٹ کا آخری دن ہے، میں تقریر کرنا چاہ رہا ہوں اور وہ بھی اپنا ایک قومی فریضہ سمجھ کر کیونکہ جناب چیئرمین! مجھے پتا ہے کہ میری کسی تجویز پر عمل درآمد نہیں ہوگا کیونکہ میرا چار سال کا تجربہ یہی رہا ہے۔ چار سال میں، میں نے کئی تجاویز دیں لیکن کسی تجویز پر عمل درآمد نہیں ہوا۔ اگر میں آج بجٹ پر بات نہ کروں تو شاید میں وہ فرض پورا نہیں کر رہا ہوں گا جس کے لئے مجھے اس ایوان کا ممبر بنا کر یہاں بٹھایا گیا ہے۔

جناب چیئرمین! چارbudgets میں، میں نے ایک چیز ضرور دیکھی،اس مرتبہ میں اس بجٹ میں کچھ زیادہ غیر حاضر رہاہوں لیکن یہ جو درمیان میں لائن ہے اس لائن سے اُس طرف اس سے خراب بجٹ نہیں ہوتا اور اس طرف اچھا بجٹ نہیں ہوتا۔ Being part of the Government, میں یہ سمجھتا ہوں کہ اگر ہم بجٹ کی اچھائیوں کو ہم point to point اور بجٹ کی کمزوریوں کو point to point ہم دیکھیں تو ہر آنے والا بجٹ بھی اچھا ہوگا اور ہر حکومت ایک اچھابجٹ بھی پیش کرنے کی پوزیشن میں ہوگی۔

جناب چیئرمین! میں پہلے بجٹ کی اچھائیوں کو بیان کرلوں۔ اس بجٹ میں کچھ اچھائیاں ہیں جو میں نے پڑھا، جو مجھے نظر آرہاہے، اس میں زراعت کو relief دیا گیا ہے، پولٹری، کھاد، کتابیں سستی کی گئیں ہیں۔ بے نظیر انکم سپورٹ پروگرام کے لئے 125 ارب روپے رکھے گئے ، یہ اچھے اقدامات ہیں۔ Amnesty Scheme پر بڑی بحث ہوئی۔

جناب چیئرمین! میں Amnesty Scheme کے حوالے سے کہوں گا کہ یہاں پر ایک رواج رہاہے کہ جو بھی حکومت آئی اس نے کہا کہ میں نے اتنا ٹیکس جمع کیا، تعداد بڑھاکر۔ جناب! یہ جو Amnesty Scheme آئی ہے اس میں Filers بڑھانے کی بات کی گئی ہےاور اس میں Tax revenue generation کی زیادہ بات نہیں ہے لیکن Tax Investment and growth کی بات ہے۔اس کو میں appreciate کرتا ہوں۔ میں Economist نہیں ہوں لیکن میرے خیال میں Tax Amnesty Scheme اچھی سکیم ہے۔ اس میں دو کمزوریاں ضرور ہیں۔ ایک تو یہ ہے کہ جو اس میں انہوں نے relief دیے ہیں،اس میں نوے ارب سے ایک سو بیس ارب روپے کم ہوں گے۔ اس کا کہیں ذکر نہیں ہے کہ حکومت نوے ارب سے ایک سو بیس ارب کہاں سے پورا کرے گی۔

دوسرا اس میں یہ بھی نہیں ہے کہ اگر اس offer سے کوئی فائدہ نہیں اٹھاتا، اپنی black money کو پھر بھی چھپاتا ہے تو اس چھپانے کی وجہ سے اس کے لئے سزا و جزا کا بھی کوئی تعین نہیں ہے۔ اگر ہم relief دیں گے تو یقیناً جو relief سے فائدہ لے گا تو ملک کا بھی فائدہ اور اس کا بھی فائدہ ہوگا۔ اگر کوئی relief سے فائدہ نہیں لے گا تو اس کے لئے کوئی سزا و جزا ہونی چاہیے تھی جس کا ذکر مجھے نظر نہیں آیا۔ گردشی قرضے جسے Circular debt کہتے ہیں، وہ بھی مجھے کہیں نظر نہیں

آیا کہ اس کی پوزیشن کیا ہے۔ جناب، میں اس کی تفصیل پر اس لئے نہیں جاؤں گا کہ اس پر میرے سارے colleagues نے بہت بات کی ہے۔ چونکہ میرا تعلق صوبہ بلوچستان سے ہے۔ اس سے پہلے کہ آپ مجھے بولنے نہ دیں اور میں نے سٹاپ واچ بھی آن کر دی ہے، میں دیکھ رہا ہوں کہ میرے کتنے منٹ گزر رہے ہیں۔

جناب چیئرمین! بلوچستان کے جو general issues ہیں، عباسی صاحب! بول رہے ہیں تو میں تقریر نہیں کر پا رہا۔

جناب چیئرمین: جی عباسی صاحب! سن لیں جی۔ چانڈیو صاحب! آپ بھی بیٹھ جائیں اور سن لیں ذرا۔

سینیٹر میر کبیر احمد محمد شہی: جناب! اس بجٹ میں بلوچستان کے issues کے حوالے سے، بلوچستان کے پانچ issues کو میں address کروں گا۔ بلوچستان کا سب سے بڑا مسئلہ پانی کا ہے۔ پانی کا مسئلہ ہمارے بلوچستان کا آج کا بہت بڑا مسئلہ ہے جس کو سپریم کورٹ نے *suo motu* notice پر آج بھی سنا، کل بھی سنا، پرسوں بھی سنا ہے۔ وزیر اعلیٰ کو بلایا، یہ اتنا بڑا issue ہے کہ پورا بلوچستان ایک ریگستان بن رہا ہے۔ لوگ وہاں سے migrate کر رہے ہیں۔ ہمارے صوبے میں پانی تیس فٹ سے ایک ہزار فٹ پر چلا گیا ہے۔ اس کے لئے چند تجاویز ہیں اس بجٹ میں اگر ان کو شامل کیا جائے۔

جناب چیئرمین! ہمیں ساڑھے تین سو سے ساڑھے پانچ سو ارب روپے چاہییں، Small dam, Medium اور بڑے ڈیم بنانے کے لئے۔ اگر یہ ڈیم بنیں تو کم از کم ہمارے لوگ migration سے بچیں گے اور بلوچستان ریگستان بننے سے بچے گا، just 500 billion rupees کی بات ہے۔

ہمارے پاس اٹھارہ بڑے basins ہیں جن میں کوئٹہ، پشین، ژوب اور ناڑی شامل ہیں، اس طرح کے ہمارے پاس اٹھارہ basins ہیں جن پر ہم ڈیم بنا سکتے ہیں۔ ہمارے بلوچستان میں 75 sub-basins ہیں جہاں ہم ڈیم بنا سکتے ہیں۔ ہمارے پاس یہ ساری سہولیات ہیں لیکن پیسے نہ ہونے کی وجہ سے ہم لاچار اور بے بس ہیں۔

جناب چیئرمین: سینیٹر بادینی صاحب! سن لیں، آپ کے صوبے کی بات ہو رہی ہے۔

سینیٹر میر کبیر احمد محمد شہی: جناب چیئرمین! ہماری large Dams کی دس سکیمیں واپڈا کے پاس کئی سالوں سے پڑی ہوئی ہیں جو approved ہیں۔ان کو بالکل چھیڑا نہیں جاتا ہے، وہ پڑی ہوئی ہیں۔ ان ڈیموں پر 147 بلین روپے کا خرچہ ہے ۔ اگر 147 بلین روپے دیے جائیں تو جو approved dams ہیں، feasibility بھی ہے، ان کی estimated cost بن چکی ہے۔ان کی tendering process میں ہے۔147 بلین سے دس بڑے ڈیم بن سکتے ہیں۔

جناب چیئرمین! Drip irrigation, sprinkler system, bubbler system ہمیں تباہی سے بچائے گا۔اگر حکومت اس بجٹ میں اس چیز پر focus کرے۔ ہمارے زمینداروں کو یہ تینوں سسٹم اگر یہ دے دیں تو ہمارا پانی safe ہوگا۔

دوسرا، میں زراعت پر ضرور آؤں گا، ہمیں وہ فصلیں دی جائیں جن کے لئے کم پانی کی ضرورت ہوتی ہے جیسے زیتون اور پستہ ہے جن کے اگانے کے لئے زمینداروں کی مدد کی جائے تو وہ بھی ہمارے ہاں کچھ relief کا سبب بن سکتے ہیں۔اب میں نہری نظام کی طرف آؤں گا۔ فی الحال ہمارے ہاں نصیر آباد اور جعفر آباد میں نہری نظام چل رہا ہے۔اس کے علاوہ تمام بلوچستان میں ہم زیر زمین پانی استعمال کرتے ہیں۔

جناب چیئرمین! میں آپ کو تھوڑا سا خاکہ دکھاؤں گا کہ ہمارے ہاں جو ندیاں اور نہریں ہیں ان میں ہمارے ساتھ کیا ظلم اور بربریت ہو رہی ہے ۔اس کا تھوڑا سا جائزہ اور میں facts and figures کے ساتھ بات کروں گا۔اگر کیر تھر کینال کو دیکھیں تو اس میں 2400 cusecs پانی لے جانا ہمارا حق ہے اور اس میں صلاحیت ہے لیکن silt بھرنے کی وجہ سے وہ صرف 1600 cusecs پانی لے جا رہا ہے اور بلوچستان کا 800 cusecs پانی کم ہے۔پٹ فیڈر کینال میں 6700 cusecs پانی کا ہمارا حق بھی ہے، اور اس کو لے جانے کی صلاحیت بھی ہے لیکن silt up ہونے کی وجہ سے وہ صرف 4800 cusecs لے جا رہا ہے اور 1900 cusecs ہمارا پانی کم ہے۔

جناب چیئرمین! اچ کینال 800 cusecs پانی لانے کی صلاحیت رکھتی ہے، وہ پانچ سو لا رہی ہے اور تین سو نہیں ہے۔ کچھی کینال 8000 cusecs کے ساتھ سات لاکھ ایکڑ کو آباد کرے گا جس پر 2002 میں کام شروع ہوا ہے۔ یہ ڈیرہ بگٹی میں 2002 سے اب تک ابھی صرف

پانچ ہزار ایکڑ آباد کر رہا ہے۔ اس کو جھل مگسی تک پہنچنا ہے، وہ وہیں سے شروع ہوا اور وہیں پر آبادی کر رہا ہے، ہمیں کہا جا رہا ہے کہ مبارک ہو کچھی کینال کا افتتاح ہو گیا۔ کچھی کینال کو تو جھل مگسی میں جانا ہے، کچھی کینال نے تو کچھی کو آباد کرنا ہے، نصیر آباد کو آباد کرنا ہے۔ کچھی کینال جہاں سے گزرا، وہاں سے چار قطرہ پانی پیدا ہوا۔ جناب! اس وقت کچھی کینال کے لیے 2,000 million رکھا گیا ہے جو کہ اونٹ کے منہ میں زیرے کے برابر ہے، صرف 2,000 million سے کچھی کینال ہم تک نہیں پہنچے گی۔ اگر کچھی کینال ہم تک پہنچے گی تو ہماری ستر لاکھ ایکڑ زمین آباد ہو گی۔

جناب چیئرمین! بلوچستان کا جو پانی حق بنتا ہے وہ 17,900 cubic ہے، چھتر، پٹ فیڈر، اُچ ہے لیکن صرف 7,400 cubic پانی آ رہا ہے۔ محترم وزیر صاحب تشریف رکھتے ہیں، ان سے گزارش ہے کہ ہمارے اس کینال کی de-silting کے لیے پیسا دیا جائے۔ جتنا ہمارا پانی کا حق ہے، وہ ہمیں ملے۔ ہمارے زمیندار خوار اور ذلیل ہو گئے ہیں، ہمارے نہری نظام والے زمیندار بھی تباہ حال ہیں، وہ نانِ شبینہ کے لیے محتاج ہیں۔

جناب چیئرمین! دوسرا، ہمارا energy کا issue ہے۔ ہماری ٹوٹل ضرورت 1,700 MW ہے لیکن ہمیں 550 MW بجلی دی جا رہی ہے۔ میں سابقہ وزیرِاعظم میاں محمد نواز شریف صاحب کے پاس تین مرتبہ جا چکا ہوں کہ ہمارے 32,000 tube-wells ہیں، اگر آپ ان کو solarize کر لیں تو اس پر 67 ارب روپے کا خرچہ ہو گا مگر 500 MW بجلی بھی بچے گی اور زمیندار کو relief بھی ملے گا اور 29 ارب روپے جو سالانہ زمیندار کو بطور subsidy دے رہے ہیں، چالیس فیصد وفاق دے رہا ہے، ساٹھ فیصد بلوچستان دے رہا ہے۔ اگر آپ ان 32,000 tube-wells کو solarize کر لیں تو 29 ارب روپے بھی نہیں دینے پڑیں گے، 500 MW بجلی بھی بچے گی اور ہماری بجلی بھی بہتر ہو گی۔ بلوچستان میں جہاں بھی feasible ہو، پشین، قلات، کوئٹہ جہاں بھی feasible ہو، ایک 500 KV grid station ہماری انتہائی ضرورت ہے۔

جناب چیئرمین! زراعت کے لیے جو relief تھا، جو agricultural consumers کو دیتے تھے، وہ ختم ہو چکا ہے۔ دسمبر 2017 سے ECC میں ہے، میری گزارش ہے کہ اس کو extend کیا جائے۔

جناب! ہم گوادر گوادر کرتے ہیں، گوادر کے پانی پر اتنی باتیں ہوئی ہیں، میں اس پر نہیں جاؤں گا لیکن گوادر کو national grid سے ملانا ایک اہم ضرورت ہے۔ جتنا جلد ہو سکے اور ہر صورت میں، اگر ہم کہتے ہیں کہ CPEC اور 53 ارب ڈالر تو کم از کم ہم یہ تو کریں کہ گوادر کو national grid سے ملالیں۔ ہم 100 MW بجلی ایران سے لارہے ہیں، اسی پر ہم پورے مکران کو چلارہے ہیں۔ لہٰذا گوادر کو national grid سے ملایا جائے۔

جناب چیئرمین! میں اس کتاب کو چار سالوں سے دیکھ رہا ہوں۔ اس میں ایک صفحہ ہے، ابھی میں جلدی میں نہیں نکال سکتا ہوں، میرا وقت ضائع ہوگا۔ اس میں بلوچستان کے 5 grid stations ہیں، ڈھاڈر، حاجی شہر، مستونگ، آواران اور ایک اور شہر ہے۔ میں ہمیشہ ان پانچ شہروں کو اس کتاب میں دیکھتا ہوں لیکن زمین پر کوئی grid station نہیں بنتا۔

وزیر صاحب مجھے بتادیں کہ آیا چار سال کے بعد ان 5 grid stations کو، میں اس کتاب کی زینت سمجھ کر نشان لگا تاہوں کہ شکر ہے کہ ہمارے 5 grid stations اس میں ہیں، یہ زمین پر کیوں نہیں بنتے؟ اس کتاب میں دیکھتے ہوئے چار سال تو مجھے ہوئے ہیں۔ ایک آواران کے لیے ہے۔

جناب چیئرمین! ان grid stations پر فوری طور پر کام شروع کیا جائے۔ بجٹ کے حوالے سے بلوچستان بہت غریب ملک ہے۔

جناب چیئرمین: صوبہ ہے۔ جی۔

سینیٹر میر کبیر احمد محمد شہی: بلوچستان بہت غریب صوبہ ہے۔ جناب! بجلی کے حوالے سے ہمیں relief دیا جائے۔ جو consumers گھروں میں بجلی استعمال کرتے ہیں، ان کو پورا relief دیا جائے جیسے ہمارے زمیندار کو دیا جاتا ہے۔

جناب چیئرمین! Higher Education ایک تو devolved subject ہے۔ اگر education devolved ہے تو تعلیم کی مد میں یہاں پر کوئی پیسا نہیں رکھنا چاہیے تھا، چلیں! رکھا گیا۔ میرے پاس calculation موجود ہے، Higher Education کے لیے 309,932 million میں نے note کیا ہے۔ اس میں 4,132 approved and unapproved بلوچستان کے لیے ہے۔ ایک تو devolved ہے، اگر devolved

نہیں ہے تو اس کے حصے کے مطابق دیا جائے یا ان پیسوں سے چاروں صوبوں کی HECs کو بنا کر ان کو دیا جائے۔ یہ ایک زیادتی۔

جناب چیئرمین! دوسرا میری محترم وزیر صاحب سے گزارش ہے کہ ہمارے 12,000 villages میں اسکول بھی نہیں ہیں۔ ہاں، یہ معاملہ صوبے کا ہے لیکن ہمارے پاس پیسے نہیں ہیں۔ ہمیں صرف 63 ارب روپے دیے جائیں تو ہمارے ہر گاؤں میں پانچ کمروں کا سکول، پانچ اساتذہ ہوں گے اور ہمارے 12,000 گاؤں میں سکول بنیں گے اور ان کو تعلیم ملے گی۔

جناب چیئرمین: ہمیں کوئٹہ میں ایک cardiac hospital کی ضرورت ہے، ایک cancer hospital کی سخت ضرورت ہے۔ وزیر اعلیٰ پنجاب صاحب نے ہمیں ایک cardiac hospital تحفے میں دیا لیکن اس کا سنگ بنیاد رکھا گیا ہے اور کام شروع نہیں ہوا ہے، دس سال ہو گئے ہیں، وہ کب مکمل ہو گا۔ انہوں نے وہ ہمیں gift کرنے کا اعلان کیا لیکن وہ بھی نہیں بن رہا ہے۔ ہمارے ہاں بڑا مسئلہ ہے، ہمیں ایک TB hospital چاہیے۔

جناب چیئرمین: Wind up کر لیں۔

سینیٹر میر کبیر احمد محمد شی: بس آخری point ہے۔ جناب! جب ہم اسلام آباد لاہور موٹروے کی re-carpeting پر 57 ارب روپے لگا سکتے ہیں۔ اسلام آباد ایئرپورٹ 108 ارب روپے میں بنا ہے، حالانکہ ہمیں اسلام آباد میں اتنا بڑا ایئرپورٹ نہیں چاہیے تھا۔ ہم نے Heathrow Airport بنایا ہے، ہمارے جہاز چار ہیں، وہ بھی خراب ہیں۔ کیا ضرورت تھی، اگر آپ اتنے پیسے ہمیں دیتے تو ہمارے بلوچستان کے تین مسائل حل ہو سکتے تھے۔ جناب! Orange Train منصوبے پر 277 ارب روپے لگائے۔ اگر ہم نے راولپنڈی سے اسلام آباد تک میٹرو بس سڑک 86 ارب روپے میں بنایا، ٹھیک ہے لوگوں کے لیے اچھا منصوبہ ہے لیکن ہمارے جو اہم مسائل ہیں، پانی، توانائی اور باقی چھوٹے چھوٹے مسائل ہیں۔

جناب چیئرمین! اس حوالے سے میں امید کرتا ہوں کہ یہ چوتھے بجٹ میں میری تجاویز کے حوالے سے اس مرتبہ ہمیں مایوس نہیں کیا جائے گا، ہمیں نظر آئے گا کہ ہم نے جو اتنی بڑی تقاریر کیں تو ہمیں entertain کیا جائے گا۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ سینیٹر اسد علی جونیجو۔

Senator Muhammad Asad Ali Khan Junejo

سینیٹر محمد اسد علی خان جونیجو: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ، جناب چیئرمین! آج ہم بجٹ پر بات کر رہے ہیں۔ میری نظر میں ہمیں یہ دیکھنا چاہیے کہ کس نتیجے میں ہم آج یہاں پر بیٹھے ہیں۔ ہم جمہوریت کے نتیجے میں یہاں بیٹھے ہیں، جمہوریت ہے تو ہمارا بجٹ بھی ہے، ہماری حکومتیں بھی ہیں اور ہماری اسمبلیاں بھی ہیں۔ ہمیں مل جل کر جمہوریت کو مستحکم کرنے کی ضرورت ہے، اس میں ہر پارٹی کو اپنا کردار ادا کرنا چاہیے۔ سینیٹ اور قومی اسمبلی میں کافی پارٹیاں ہیں اور ان میں کافی senior سیاستدان موجود ہیں۔ ان کا تجربہ خواہ وہ Treasury Benches پر ہوں یا Opposition Benches پر ہوں اور جو نوجوان، energetic new entries ہیں، اگر ہم مل جل کر کام کریں تو جمہوریت کو بچا سکتے ہیں، چلا سکتے ہیں اور پاکستان کی بہتری کر سکتے ہیں۔

جناب چیئرمین! آج میں Opposition Benches پر بیٹھنے والوں کو یہ بھی کہنا چاہوں گا کہ اگر حکومت کی طرف سے کوئی law, proposal اور کوئی ترمیم آتی ہے، اگر آپ صدقِ دل سے سمجھتے ہیں کہ

that is in the betterment of the country, then please extend your hands and support that idea. At the same time, I would say that if any such proposal is coming from the Opposition, any law or any amendment, the Treasury Benches must extend both the hands to the Opposition and welcome them so that we can save our democracy and can work for the betterment of Pakistan.

میں احسن اقبال صاحب کے واقعے کی پرزور مذمت کرتا ہوں۔ وہ attack PML (N) کے وزیر داخلہ پر نہیں ہے، وہ پاکستان کے ایک وزیر داخلہ پر حملہ ہے۔ وہ وزیرِ تعلیم یا وزیرِ صحت نہیں تھے، وہ وزیر داخلہ تھے جو کہ دہشت گردی سے لڑ رہے تھے۔ دہشت گردوں کا یہ حملہ پاکستان پر ہے، ہمیں اس کی پرزور مذمت کرنی چاہیے۔ میں ان leaders کو خراجِ تحسین پیش کرتا ہوں جو کہ ہماری حکومت میں نہیں ہیں، انہوں نے اس کی مذمت کی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ انہوں نے اس واقعے کی genuineness دیکھی، کھل کر support کی، تمام leaders نے اس حملے کی مذمت کی اور خاص طور پر بلاول صاحب نے بہت اچھا اور موزوں بیان دیا۔

اس وقت پاکستان ایک مشکل وقت سے گزر رہا ہے۔ ہم یہ جملہ آئے دن سنتے آئے ہیں۔ ہر بار ایک نئی نوعیت اور ایک نئی صورتحال ہوتی ہے۔ اس وقت پاکستان میں very serious economic issues ہیں۔ دہشت گردی ہمارے گلے میں بالکل پھنسی ہوئی ہے، بہت serious issue ہے۔ ہمیں border situation کو بھی نظر انداز نہیں کرنا چاہیے۔ ہمارے bordering countries میں چائنا ہمارے دوستوں میں سرِفہرست ہے اور چائنا کے ساتھ ہمارے اچھے تعلقات بھی چل رہے ہیں.CPEC is one of them ہمیں اس کو بھی strengthen کرنا چاہیے and I must say we should not ignore Iran. ایران ہمیشہ ہمارا دوست رہا ہے اور ہمیشہ ایران نے پاکستان کا ساتھ دیا ہے۔ کچھ ایسے واقعات بھی ہوئے جن میں پاکستان بالکل اکیلا ہو گیا اور دوسرے اسلامی ممالک پاکستان کی سپورٹ کرتے ہوئے شرما رہے تھے لیکن ایران came forward and supported Pakistan. ایران کے بارڈر پر چند ماہ پہلے اور کچھ ابھی بھی شاید activity ہے، ہمارا دفتر خارجہ اس کو پورا کنٹرول کرے تاکہ ایران کے ساتھ ہمارے تعلقات بہتر ہوں۔ افغانستان کے ساتھ ہمارے تعلقات ہمیشہ نیچے اوپر رہے ہیں۔ 1980s میں ہم نے Russian invasion سے نجات دلائی۔ ہمارے دوست بیٹھے ہوئے ہیں، سینیئر لیڈر مشاہد حسین صاحب، راجہ ظفر الحق صاحب یہ بھی شاید اس چیز کے گواہ ہوں گے کہ 1990s میں ایک پوائنٹ آیا جب افغانستان کی حکومت اسلام آباد میں بن رہی تھی، یہاں سے C-130 میں جاکر install ہو رہی تھی، ہمارا افغانستان پر اتنا اثر رہا۔ اب کیا ہو گیا؟ اب کیوں جو بھی حملے ہوتے ہیں وہاں سے initiate ہوتے ہیں، جو بھی پلاننگ ہوتی ہے افغانستان کو blame کیا جاتا ہے but at the same time look at the language what Afghans are using for Pakistan.

جناب چیئرمین: جونیجو صاحب۔ بجٹ پر آئیں اور wind up بھی کریں، وقت کم ہے۔

سینیٹر محمد اسد علی خان جونیجو: اس کے ساتھ ساتھ کشمیر کے بارے میں ضرور کہوں گا کہ یہ پاکستان کا اٹوٹ انگ ہے اور پاکستان کے بغیر کشمیر کا مسئلہ حل نہیں ہو گا۔ ہندوستان، ہم بچپن سے سنتے آئے ہیں، جس طرح کے ان کے ساتھ تعلقات رہے ہیں لیکن جو across the border firing ہے، اس کو افہام و تفہیم کے ساتھ بات کر کے کنٹرول کیا جائے۔

اندرونی طور پر جس طرح پاکستان میں سسٹم ہیں وہ توجہ طلب ہیں، جس طرح power shortage، ریلوے، صحت، ہوائی بازی میری نظر میں تعلیم comparatively کچھ بہتر ہے and I would say that water shortage is the most serious problem which is affecting the agriculture of Pakistan, which is our main source of income. جب excess پانی ہوتا ہے اور اس کو سنبھالنے کے لیے، سیاست سے ہٹ کر خلوص دل سے اپوزیشن اور حکومت بیٹھ کر اس کو حل کریں تو بہتر ہے۔

جناب والا! ابھی میں ایک دو پوائنٹس بجٹ کے بارے میں کہوں گا۔ یہ بہت ہی موزوں بجٹ بنایا گیا ہے۔ میں یہ کہوں کہ Holy book کے پیپر کی import پر جو ڈیوٹی ختم کی گئی ہے I really appreciate that اور مجھے یہ بھی پتا نہیں تھا کہ اس کتاب الہیٰ پر بھی کوئی ڈیوٹی تھی Holy book کے کاغذ پر بھی کوئی ڈیوٹی تھی، میں سمجھتا ہوں کہ یہ اچھا کام ہے، اس کو past میں بھی نہیں ہونا چاہیے تھا اور امید ہے future میں بھی نہیں ہو گا۔

Desalination plant in Karachi, 50 million gallon per day, it is a very good sign and it will remove the issue of water shortages in Karachi. Pensioners

کی جو 10% increase ہوئی ہے I really appreciate that اور minimum wage کو 6000 سے بڑھا کر آٹھ ہزار کیا گیا ہے، وہ بھی اچھی بات ہے۔ ایک کیٹیگری 85 years سے اوپر ہیں جن کو 2016 میں ایک بار increase ملی تھی، یہ وہ لوگ ہیں جو سول یا ملٹری ریٹائرڈ officials ہیں، یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے جب پاکستان بنا، اس وقت پاکستان کو مشکل وقت میں اپنی محنت سے پیروں پر کھڑا کرنے میں کردار ادا کیا۔ ہم نے دو سال پہلے ان کی pension کی 25% increase لیکن اس وقت میں چاہ رہا ہوں کہ وہ چند لوگ ہیں، ہمارے پاکستان کی life expectancy much below 85 years ہے یہ وہ چند لوگ ہیں اگر ان کو دوبارہ ہم انعام کی صورت میں کچھ دیتے تو اچھا تھا۔ میری یہ suggestion ہے۔

Now my last point is duty on electric cars.

مجھے تو پہلے یہ بتائیں کہ electric cars ہیں کیا؟ electric cars پر 50% پہلے ڈیوٹی تھی جس کو کم کر کے پچیس فیصد کیا گیا ہے۔ مجھے یہ سمجھ نہیں آرہی کہ وہ افسران، جنھوں نے اس بجٹ کو design کیا ہے ان کو یہ پتا بھی ہے، کہ ?what is an electric car الیکٹرک کار ابھی Western countries میں بھی بہت کم نظر آتی ہے، پاکستان کے اندر electric cars کے لیے .we need infrastructure اگر میں ایک الیکٹرک کار خریدوں I am being a technical person, I do not want to buy electric car over here, there is no back-up. میں کراچی سے نکلوں میری ٹنڈو الله یار میں گاڑی کھڑی ہو جائے گی۔ میرے پاس وہاں پر back-up ہی نہیں ہے۔ یہ سب چیزیں جو الیکٹرک کار کو incentive دینا چاہ رہے ہیں، اس کو دینے سے پہلے آپ infrastructure کی طرف دیکھیں کہ آپ کے پاس charging stations ہیں؟ آپ دیہی علاقوں میں ان گاڑیوں کو نہیں لے جاسکتے because it has a very limited range, 30, 40, 50, 60 kilometres جو High end گاڑیاں ہیں ان کا تین سے چار سو کلومیٹر رینج ہے جیسے Tesla ہے۔ Nobody will import Tesla over here because there is no backup service available لیکن Finance میں سمجھ نہ ہونے کی وجہ سے یہ ہوا کہ ایک Tesla import ہوئی، اس Tesla کا کیا ہوا، انہوں نے دیکھا کہ یہ کونسی مخلوق کی چیز آگئی، یہ کیا چیز ہے انہوں نے گاڑی Port پر روک لی۔ There was no law What to do with that Tesla, یہ ایک کروڑ کی گاڑی ہے۔ وہ آدمی جس نے گاڑی import کی وہ کورٹ میں چلا گیا، جاکر اس نے دکھایا کہ یہ 50% electric cars کی کیٹیگری کی لسٹ میں آتی ہے it should be cleared on 50% duty and that was totally .incorrect میں یہ کہوں گا کہ قانون clear ہونا چاہیے کہ certain categories سے اوپر گاڑیوں پر ڈیوٹی ہو، I appreciate such technology in Pakistan, we must have categories in that. Whereas hybrid cars, 1800 cc تک ایک سلیب ہے، 1800 سے اوپر دوسری سلیب ہے۔ Hybrid cars آپ نے دیکھی ہوں کس طرح سے پاکستان میں آرہی ہیں۔ میں پاکستانی manufacturers کو بھی خراج تحسین پیش کروں گا they are producing very fine vehicles Toyota,

Honda, Suzuki بہت popular گاڑیاں ہیں، reliable ہیں اور پاکستان کے ماحول کے مطابق بہت اچھی ہیں but none of them is producing hybrid cars. Till they start producing hybrid cars, we must support the import of hybrid cars because they are environmental friendly and they consume less fuel اور جو fuel crisis ہیں اس کو بھی address کرتی ہے۔ انہوں نے 2500cc تک hybrid cars کی ڈیوٹی میں 25% exemption دی ہے اور beyond 2500 cc there is no exemption, it will be treated as a normal gasoline or diesel engine cars, یہ کیوں، یہ یہی کہیں گے کہ 2500 cc سے اوپر the car is a luxury car, then what is 2500 cc, what is 2000 cc? That also comes in the category of luxury cars.

میری suggestion یہ ہے کہ across the board ڈیوٹی میں rebate ضرور ہو کہ آپ ان گاڑیوں کو پاکستان میں لائیں اور لوگوں کو اس سے فیض یاب ہونے دیں۔

جناب چیئرمین: سینیٹر صاحب wind up کریں۔

سینیٹر محمد اسد علی خان جونیجو: میں دعا مانگوں گا سینیٹر سلیم ضیاء صاحب کے لیے ان کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔ He is in CCU, اللہ ان کو صحت دے۔ میں دوبارہ اس چیز پر زور دوں گا کہ ہم اور اپوزیشن مل کر پاکستان کی بہتری کے لیے کام کریں اسی میں پاکستان اور جمہوریت کی بقا ہے۔ بہت بہت شکریہ۔

جناب چیئرمین: بہت شکریہ۔ سینیٹر مصطفیٰ نواز کھوکھر۔

Senator Mustafa Nawaz Khokhar

سینیٹر مصطفیٰ نواز کھوکھر: شکریہ جناب چیئرمین۔ جناب والا! پچھلے چند ہفتوں سے بجٹ پر بحث ہو رہی ہے، جس میں حزب اختلاف کے ارکان اور حکومت کے ارکان نے بہت زیادہ گفت وشنید کی۔ اس کے جو salient features تھے، اس میں جو توجہ طلب مسائل تھے، ان کی طرف اشارہ کیا گیا۔ اس debate کی جو beginning ہوئی، قائد حزب اختلاف نے اس پر بحث کا آغاز کیا، بنیادی بات ابھی بھی وہی ہے کہ یہ بجٹ غیر آئینی ہے۔ پاکستان میں جتنی بھی صوبائی حکومتیں ہیں، خاص

طور پر سندھ کی صوبائی حکومت نے اپنی ذمہ داری کا احساس کرتے ہوئے کہا کہ انہیں چھٹا بجٹ پیش نہیں کرنا چاہیے، ساری صوبائی حکومتوں نے refrain کیا لیکن وفاقی حکومت نے اپنے آپ کو refrain نہیں کیا اور غیر آئینی طور پر وہ چھٹا بجٹ پیش کرنے جا رہی ہے۔ آج بھی جو بحث کا آغاز ہوا ہے، اس میں بھی قائد حزب اختلاف نے ایک اہم نکتہ اٹھایا اور پھر اس پر دیگر معزز سینیٹر صاحبان نے بھی اظہار خیال کیا اور وہ یہ نکتہ ہے کہ ہم پچھلے دو ہفتوں سے اس بجٹ پر تقریریں اور اپنا اظہار خیال کر رہے ہیں کہ آخر ہماری ان recommendations کی کیا value ہے۔ Is this an exercise in futility? دو ہفتوں سے یہ ایوان چل رہا ہے، اس پر taxpayers کا پیسا خرچ ہو رہا ہے اور ایک خطیر رقم خرچ ہو رہی ہے لیکن سوال پھر یہی اٹھتا ہے کہ ان recommendations کی کوئی value بھی ہے؟

ان ساری چیزوں پر کافی کچھ کہا جا چکا ہے میں مزید نہیں کہوں گا اور اپنے آپ کو refrain کروں گا کہ حکومت نے جو موجودہ بجٹ پیش کیا ہے، اسی پر ایک، دو باتیں عرض کروں گا اور پھر آپ سے اجازت چاہوں گا۔ اس پر کوئی بھی بات کرنے سے پہلے میں ایک بات کہوں گا کہ ایک شخص ہے، جس کا نام ان کو quote کرنے کے بعد بتاؤں گا، انہوں نے چند دن پہلے ٹی وی پر کیا کہا۔ انہوں نے حکومت کو address کرتے ہوئے کہا کہ آپ نے تباہی کر دی ہے، جو اپنے ہاتھوں سے 105 روپے سے 118 روپے کا ڈالر کر دیا ہے۔ آپ نے پاکستان کے قرضوں میں 08 کھرب روپے کا اضافہ کر دیا ہے۔ آپ پاکستان کی Stock Exchange میں 30 کھرب کا نقصان کر چکے ہیں، اس کا کوئی جواب نہیں ہے۔ آپ exporters کو پہلے ہی 250 ارب روپے کا relief دے چکے ہیں۔ آپ export surplus ملک نہیں ہیں۔ آپ کی ہر چیز کی قیمت اوپر جائے گی۔ آپ کی inflation اوپر جائے گی۔ آپ کے قرضوں میں 08 trillion کا اضافہ ہو چکا ہے۔ پھر specifically دوبارہ حکومت کو address کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ 'یہ ان کی total incompetence ہے، ان کو سمجھ ہی نہیں ہے کہ economy کیا چیز ہے۔'

جناب چیئرمین! یہ الفاظ ہیں سابق وزیر خزانہ اسحٰق ڈار کے۔ میں نے آپ کو quote and unquote کر کے اس ایوان کے سامنے اس شخص کی گفتگو سنائی ہے جس نے پچھلے چار سال اس ملک کی economy کو چلایا ہے۔ آج کی حکومت کا economy کو handle کرنے کے

بارے میں سابق وزیر خزانہ کیا کہہ رہے ہیں، وہ آپ خود سن چکے ہیں۔ یہ صرف ہمارے لیے، یعنی Opposition کے لیے نہیں بلکہ جو economists ہیں، ان کے لیے بھی ایک لمحہ فکریہ ہے کہ آخر ہم کس کی بات مانیں۔ جو بات آج حکومت کہہ رہی ہے، ہم وہ بات مانیں یا جو شخص چار سال تک اس ملک کا وزیر خزانہ رہا، ہم اس کی بات مانیں۔ اگر ہم ان کی بات مانتے ہیں تو یہ غلط ہیں اور اگر ہم ان کی بات مانتے ہیں تو پھر اسحٰق ڈار صاحب غلط ہیں۔ یہ کس طرح کی situation میں ملک کو لے آئے ہیں۔

جناب چیئر مین! میں کوئی بہت لمبی تقریر نہیں کرنا چاہتا لیکن یہ کچھ ایسی anomalies ہیں جن کی وجہ سے ہماری آنے والی حکومت کو، جو آج سے چند ماہ بعد انتخابات کے بعد وجود میں آئے گی، serious financial crisis میں ڈال دے گی۔ حکومت نے اس بجٹ میں جو جو اقدامات کیے ہیں، انہوں نے ہاتھ باندھ دیے ہیں، انہوں نے آنی والی حکومت کے fiscal space کو restrain کر دیا ہے۔ آنے والی حکومت کے پاس جب fiscal space ہی نہیں ہو گی کہ وہ اپنے economic agenda پر کچھ کر سکے۔ ہم نے اور حزب اختلاف کے دیگر ارکان نے اس پر بات کی ہے اور حکومت کی توجہ مبذول کرائی ہے لیکن یہ تو ٹس سے مس نہیں ہوئے اور کوئی پروا نہیں کی۔ ہم ان recommendations کا کیا رونا روئیں جو یہاں سے Lower House کے پاس جائیں گی اور ہم یہ سوچ رہے ہیں کہ وہ بجٹ کا حصہ بنیں گی جبکہ یہاں پر سب سے اہم recommendation سب سے اہم بات جو حزب اختلاف نے اٹھائی اور حکومت کے سامنے رکھی، اس کو حکومت نے ردی کی ٹوکری میں پھینک دیا۔

جناب چیئر مین! اگر آپ اس بجٹ کو دیکھیں تو کسی بھی بجٹ کی تیاری میں سب سے اہم چیز ٹیکس اور اس سے حاصل ہونے والی رقوم ہوتی ہیں، جن کی بنیاد پر بجٹ بنتا ہے۔ جس وقت ہمارے دوست حکومت میں آئے، اس وقت انہوں نے خود ایک target رکھا کہ پاکستان کے tax to GDP ratio میں اضافہ کریں گے۔ انہوں نے اس وقت target figure 15% دی اور آج افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑتا ہے کہ پانچ سال حکومت میں رہنے کے باوجود پاکستان کی tax to GDP ratio دنیا میں سب سے کم ہے۔ اس tax to GDP ratio کا اب افریقن ممالک کے

ساتھ موازنہ کیا جاتا ہے۔اس fiscal year میں tax filers میں 17% reduction آئی ہے۔

جناب چیئرمین! 21 کروڑ کے اس ملک میں اگر ہم total tax filers دیکھیں تو ہمارے پاس اس وقت 1261000 tax filers ہیں۔ 0.4% of entire population, the adult population of this country gives taxes. اگر آپ اپنے ہمسائے ملک انڈیا کی طرف دیکھیں تو ان کی figure 4.8% ہے۔ ان 1261000 لوگوں میں سے 500,000 لوگوں نے اس fiscal year میں بھی کوئی tax file نہیں کیا۔ لہٰذا آپ کے پاس جو total tax filers رہ گئے ہیں، جنہوں نے اس fiscal year میں tax دیا ہے وہ تقریباً 700,000 لوگ ہیں اور ان 700,000 لوگوں میں سے بھی تقریباً 500,000 تو salaried class لوگ ہیں۔ جن سے حکومت at source tax deduct کر لیتی ہے۔اس طرح جو taxpayers ہیں، جو filers ہیں وہ تقریباً 150,000 لوگ ہیں۔

جناب چیئرمین! یہ کس طرح کی management ہے اور کس طرح پچھلے پانچ سال سے حکومت جو اپنی budgetary allocations کر رہی ہے، اپنے tax reforms لارہی ہے یا اس کی باتیں کر رہی ہے۔ یہ ان کی performance ہے۔اگر آپ ان کی اپنی figures دیکھ لیں تو fiscal year 2016 میں taxpayers کی تعداد زیادہ تھی جبکہ آج taxpayers کی تعداد کم ہے۔ایک سال پہلے 1,361,000 لوگوں نے tax file کیا تھا اور اس سال 1,261,000 لوگوں نے۔

جناب چیئرمین! یہ تو حکومت کی management ہے۔ محصولات تو ہوں گی ہی نہیں، revenues generate نہیں ہوں گے اور حکومت budgetary allocations اور ایک خیالی خواب دکھاتی رہے گی۔

جناب چیئرمین! میں آپ کی اور ہاؤس کی خدمت میں ایک اور اہم چیز عرض کرنے کی اجازت چاہوں گا۔ اس بجٹ پر جو economists نے comments کیے اور ہاؤس میں دیگر لوگوں نے comment کیا ان باتوں کو میں دہرانا نہیں چاہتا لیکن اس تمام conversation

میں ایک چیز employment generation missing تھی۔آج سے چند دن پہلے UNDP کے figures آئے ہیں 64% Pakistanis are under 30, پہلی مرتبہ اقوام متحدہ کا ایک ادارہ research کے بعد منظر عام پر لے آیا کہ 64% پاکستانی وہ تیس سال سے کم عمر کے لوگوں پر مشتمل ہے۔ان تیس سال سے کم عمر لوگوں کے لیے اس بجٹ میں کیا ہے۔ ہمارے ہاں دنیا کا سب سے بڑا youth bulge ہے۔ Population کے حساب سے دیکھیں تو ہم دنیا میں ان ممالک میں سر فہرست ہیں جہاں سب سے زیادہ تعداد نوجوانوں کی ہے۔ نوجوانوں کے دو ہی بڑے مسائل ہیں، پہلا تعلیم اور دوسرا employment ہے۔حکومت یہ تو کہہ رہی ہے، ان کا economic survey اٹھا کر دیکھیں تو اس economic survey میں employment generation کے حوالے سے جو گفتگو کی گئی ہے وہ ایک typical bureaucratic گفتگو ہے۔ حکومت اس چیز کو بالکل نظر انداز کر رہی ہے کہ اس وقت ملک میں لگ بھگ چالیس لاکھ نوجوان ہر سال job market میں add ہوتے ہیں۔ان چالیس لاکھ نوجوانوں کے لیے یہ بجٹ کس طرح employment generate کرے گا۔ جو حکومت یہ کہتی ہے کہ اس مرتبہ ہم پانچ اعشاریہ کچھ growth دیکھیں گے اس figure کو بہر حال IMF نے dispute کر دیا، دیگر international اداروں نے اس کو dispute کر دیا۔ ہم اگر ان کی figures مان بھی لیں تو یہ ایک بڑی vague term ہے کہ کس طریقے سے employment generate ہوگی۔ اس پر پورا بجٹ خاموش ہے۔64% پاکستانیوں کو انہوں نے address ہی نہیں کیا۔

جناب چیئرمین! یہ ہمارے ملک کے حقیقی مسائل ہیں اس کے علاوہ honourable senators نے اور بھی بہت سی چیزوں کی طرف اشارہ کیا۔ یہ ساری چیزیں اپنی جگہ اہم ہیں میں آپ اور حکومت کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا تھا کہ پاکستان کے جو حقیقی مسائل ہیں، جو population demographics کو مدنظر رکھ کر آپ کو youth کے لیے، employment generation کے لیے specifically, tax reforms کے لیے بہت کچھ رکھنا چاہیے تھا جو کہ آپ نے نہیں رکھا۔ بہت بہت شکریہ۔

جناب چیئرمین: سینیٹر محمد جاوید عباسی صاحب بجٹ سیشن کے آخری مقرر ہیں اور time دس منٹ ہے۔

Senator Muhammad Javed Abbasi

سینیٹر محمد جاوید عباسی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ، جناب چیئرمین! time کی قدغن صرف میرے لیے ہے اور اگر صرف میرے لیے ہے تو میں اس کو قبول کر لیتا ہوں لیکن آج کسی اور مقرر کے لیے کوئی قدغن نہیں لگی لیکن پھر بھی میں اس کو قبول کرنے کے لیے حاضر ہوں۔ سب سے زیادہ ہاؤس میں اور باہر یہ بات ہوئی کہ بجٹ کیوں پیش کیا جا رہا ہے۔ بجٹ پیش نہ کیا جاتا، چار ماہ کے لیے بجٹ پیش کیا جانا چاہیے تھا۔ کہیں کہا گیا کہ کئی حکومتیں اپنا بجٹ پیش نہیں کر رہی اور اس پر بات کی گئی۔ میری نظر میں یہ حکومت کی آئینی ذمہ داری ہے اور اگر وہ یہ ذمہ داری پوری نہ کرتی تو یہ بہت بڑی زیادتی ہوتی۔ یہ ان کی خواہش نہیں یہ حکومتوں کی ذمہ داری ہے کہ اپنے وقت پر ملک کا تخمینہ دیتے ہیں کہ ہمارا خرچ کیا ہے اور آمدن کیا ہو گی، ہماری priorities کیا ہوں گے۔ ہم نے کیا کیا achieve کیا اور future میں کن sectors کے لیے کتنے پیسے رکھنے ہیں۔ یہ وہ سارے اعداد و شمار تھے جو حکومت ہمیشہ سامنے رکھتی ہے۔ چونکہ آئینی طور پر کوئی قدغن نہیں، یہ حکومت کی آئینی ذمہ داری ہے کہ حکومت بجٹ پیش کرے اور حکومت یہ آئینی ذمہ داری پوری کر رہی ہے۔ سب کو خوش ہونا چاہیے تھا کہ حکومت آئینی ذمہ داری پوری کر رہی ہے کوئی غیر قانونی اور غیر آئینی کام نہیں کر رہی۔ اس کو صرف اس لیے issue بنا دینا کہ اس حکومت کے کچھ کارنامے سب کے سامنے نہ آ جائیں تو وہ بڑی زیادتی ہے۔

جناب چیئرمین! دوسرا یہ کہا جا رہا تھا کہ یہ حکومت جا رہی ہے، اداروں میں آنے والے لوگوں نے ایک دن جانا ہوتا ہے چاہے وہ Senate of Pakistan ہو National Assembly, President ہو یا کوئی بھی اور ادارہ ہو۔ آج اگر پارلیمان کوئی قانون بنا رہا ہے، نیشنل اسمبلی بنا رہی ہے یا Senate of Pakistan بنا رہی ہے اور یہ بات اس کے سامنے رکھ دی جائے کہ یہ تو اس اسمبلی کا آخری دن ہے اور قانون سازی کی جا رہی ہے تو یہ کہیں رکاوٹ اور قدغن نہیں ہے۔ اس کی وجہ بتائی جائے کہ جو یہ قانون آج پاس کریں گے اگلے چالیس سال تک چلے گا، ہاں آنے والی اسمبلیوں کو یہ اختیار ضرور حاصل ہے کہ وہ اگر سمجھیں کہ کوئی قانون ٹھیک نہیں تو وہ اس میں amendment لا سکتے ہیں یا پھر پوری طرح ختم کر سکتے ہیں لیکن کسی ادارے کو صرف اس لیے

روک دینا کہ وہ اپنی آئینی ذمہ داری پوری نہ کرے کہ وہ جانے والا ہے تو میرے خیال سے نہ کہیں traditions ہیں اور نہ ہی کوئی آئینی اور قانونی معاملہ ہے بلکہ ادارے آخری دن اور رات تک اپنے کام کرتے رہے ہیں اور کرتے رہیں گے۔ان شاء اللہ 2018 میں مسلم لیگ (ن) اس سے زیادہ اکثریت میں جیت کر آئے گی اور اپنے پروگرام کو جاری رکھے گی۔اس میں کوئی دوسری رائے نہیں۔یہ ساری جماعتیں مل بھی جائیں جس طرح مسلم لیگ (ن) کا راستہ روکنے کے لیے مختلف ہتھکنڈے کھیلے جارہے ہیں یا کھیلے جائیں گے پھر بھی حکومت کسی ایک کو نہیں ملے گی اور سات آٹھ کو ملا کر حکومت بنانے کی کوشش کی گئی پھر یہ اختیار ان کے پاس ضرور ہوگا کہ بجٹ میں change کر سکتے ہیں۔PSDP اور development کا fund اپنی مرضی سے کریں۔جناب چیئرمین! یہ حکومت ہمیں کن حالات میں ملی، ابھی سینیٹر مصطفی نواز کھوکھر صاحب نے جن sectors کی نشان دہی کی ان کے اس وقت کیا حالات تھے۔ہم اپنا tenure پورا کرنے کے بعد آج کہاں چھوڑ کر جا رہے ہیں۔ہمیں ان سب چیزوں کو دیکھنا ہوگا۔2013 میں جب ہمیں حکومت ملی تو معیشت تباہ تھی۔ملک میں اٹھارہ اٹھارہ گھنٹے لوڈ شیڈنگ ہوتی تھی اور انڈسٹری پوری طرح بند تھی۔

جناب چیئرمین: سینیٹر محسن عزیز صاحب interrupt نہ کریں۔سینیٹر محمد جاوید عباسی صاحب آپ continue کریں۔

سینیٹر محمد جاوید عباسی: سینیٹر محسن عزیز صاحب دل بڑا کریں، میرا تعلق بھی خیبر پختونخوا سے ہے۔میں دوستوں کی باتیں شوق سے سنتا ہوں۔لوڈ شیڈنگ کا یہ عالم تھا کہ انڈسٹری مکمل طور پر بند تھی۔نہ تو گیس مل رہی تھی اور نہ ہی بجلی مل رہی تھی۔یہاں CNG کے لیے میلوں قطاریں لگی ہوتی تھیں۔ہم سب نے دیکھا کہ پاکستان میں دہشت گردی کا کیا حال تھا اور کن حالات سے پاکستان کے لوگ گزر رہے تھے۔کسی ملک کے لیے سب سے اہم یہ ہوتا کہ دنیا کے investors وہاں آئیں اور invest کریں۔Investment کا یہ عالم تھا کہ IMF and World Bank نے meetings کرنا ہوتی تھیں تو ان کو ملاقات کے لیے دبئی اور لندن میں بلایا جاتا تھا کہ پاکستان محفوظ نہیں ہے۔2013 جب مسلم لیگ (ن) نے حکومت سنبھالی تو انہوں نے تین Es پر اپنے آپ کو رکھا تھا، منسٹر صاحب چار کہہ رہے ہیں۔میں ان کے کہنے پر یہ کہہ لوں گا لیکن میں اپنے آپ کو تین تک رکھوں گا۔ایک انہوں نے کہا تھا کہ ہم اس ملک کی economy کو ٹھیک کریں گے اور ایک وقت آیا کہ

2017 میں جب سارے دنیا کے independent survey کہہ رہے تھے کہ پاکستان کا stock exchange دنیا کی بہترین stock exchange میں شامل ہے اور سب سے بہتر کام کر رہی ہے۔ اس پر بھی میں آؤں گا کہ کس طرح یہ چیزیں خراب ہوئیں۔ دوسرا energy ملک سے اندھیروں کا خاتمہ کریں گے۔ اس ملک کے زمیندار جن کے ٹیوب ویل بند ہو گئے تھے کیونکہ ان کو بجلی نہیں مل رہی تھی اور industry بند تھی۔ کوئی نئی factory لگنے کا سوال ہی پید نہیں ہوتا تھا۔ گھروں میں بچے چلاتے تھے، اٹھارہ، اٹھارہ گھنٹے لوڈ شیڈنگ ہوتی تھی۔ جب سے پاکستان بنا آج تک شاید کم و بیش بیس ہزار میگا واٹ بجلی پیدا کی گئی ہو۔ اس حکومت نے پچھلے پانچ سالوں میں بارہ ہزار میگا واٹ سے زیادہ بجلی پیدا کر کے ملک میں industrial revolution لانا چاہتے تھے اس کو continue کیا اور آج الحمد للہ پاکستان کی industry boom کر رہی ہے، آگے جا رہی ہے۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: سینیٹر بہرہ مند صاحب، آپ interrupt نہ کریں۔

سینیٹر محمد جاوید عباسی: 2008-2013 پانچ سال جن کی حکومت تھی، وہ ایک megawatt بجلی بھی پیدا نہیں کر سکے اور ایک ڈیم نہیں بنا سکے۔ وہ کوئی ایک بڑا project نہیں لگا سکے اور IPPs کے ساتھ ان کے جو معاملات اور حالات تھے، سپریم کورٹ کی judgement بولتی ہے، میں کسی وقت اس پر بھی آؤں گا کہ وہ کیا کھیل کھیلا جا رہا تھا۔ خیبر پختونخوا میں جو ایک نئی جماعت آئی تھی، جس نے کہا تھا کہ ہم 200 dams بنائیں گے، ہمارے پاس بہت سے مواقع ہیں اور واقعی hydel project کے بہت مواقع ہیں، ہم ان سے بجلی پیدا کریں گے، وہ وہاں سے ایک megawatt بجلی پیدا نہیں کر سکے۔ نعرے مارنا اور الزام لگانا، سچائی بنتی جا رہی ہے لیکن جناب چیئرمین! میں آج حقیقت پر بات کروں گا، وہ دکھائیں کہ کون سی ایک megawatt بجلی پیدا کی ہے؟ ایک project ہے، جب ہم یہاں پر Metro بنا رہے تھے، یہ کہہ رہے تھے "جنگلہ بس" ہے، یہ کہتے تھے کہ اس پر اربوں روپے خرچ ہو رہے ہیں، یہ پاکستان کی economy کا حال ہے، پیسے کیوں لگا رہے ہیں جب کہ اس سے دگنے پیسوں میں پشاور میں ایک Metro شروع کی گئی ہے۔ سارا شہر کھود دیا گیا ہے اور کوئی کام نہیں ہوا اور وہ companies بھی کام چھوڑ گئی ہیں۔ یہ ان کی کارکردگی ہے۔

جناب چیئرمین: بجٹ پر آئیں۔

سینیٹر محمد جاوید عباسی: یہ بجٹ ہے۔

جناب چیئرمین: دوسروں کی کارکردگی چھوڑیں، آپ اپنے بجٹ کی بات کریں۔

سینیٹر محمد جاوید عباسی: نہیں جناب! یہ باتیں ہوئی ہیں اور میں ان باتوں کا جواب بجٹ سے دے رہا ہوں، میں بجٹ سے باہر نہیں جا رہا۔ میں نے اپنے آپ کو بجٹ کے۔۔۔

جناب چیئرمین: عباسی صاحب، پانچ منٹ رہ گئے ہیں پھر وزیر صاحب نے wind up کرنا ہے۔

سینیٹر محمد جاوید عباسی: میں اتنی اچھی باتیں کروں گا کہ آپ بھول جائیں گے اور مجھے پچیس منٹ دے دیں گے۔

جناب چیئرمین: آپ اچھی باتیں کریں تو میں بھول جاؤں گا۔

سینیٹر محمد جاوید عباسی: میں ان شاء اللہ کروں گا، اس طرف نہیں آؤں گا۔ جناب چیئرمین! جب load shedding کا خاتمہ کیا ہے۔ اس ملک میں صبح، دوپہر اور شام دہشت گردی ہوتی تھی اور ایک جماعت جو سندھ میں کئی سالوں سے اقتدار میں ہے، کراچی میں اپنی پانچ سالہ حکومت میں امن نہیں لا سکی۔ کراچی میں روز لاشیں گرا کرتی تھیں، بوری بند لاشیں ملتی تھیں، لوگوں کو اٹھایا جا رہا تھا اور بھتہ وصول کیا جا رہا تھا اور وہ کراچی جو سارے پاکستان کی economy میں سب سے زیادہ contribute کر رہا تھا، اس کی economy تباہ کر رہے تھے اور لوگ ہجرت کر کے کراچی سے باہر جا رہے تھے۔ ہمارے ہزارہ کے وہاں رہنے والے بہت سے لوگ business چھوڑ رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ اب کراچی میں امن نہیں ہے۔ کراچی شہر جو روشنیوں کا شہر تھا، اس کو اندھیروں میں بدل دیا گیا ہے۔ وہ جماعت جو وہاں ایک زمانے سے اقتدار میں ہے، سمندر کے کنارے شہر ہے اور آج بھی کراچی کے لوگ پانی کے لیے ترس رہے ہیں۔ آج الحمد للہ اگر وہاں امن ہے تو میاں محمد نواز شریف اور مسلم لیگ (ن) نے فیصلہ کیا کہ ہم پورے پاکستان سے terrorism کا خاتمہ کریں گے اور کراچی میں بھی امن لائیں گے اور ان کو ساتھ رکھا۔ ہم نے honourable Chief Minister جناب قائم علی شاہ صاحب کو اس ٹیم کی کپتانی دی، ہم نے کہا کہ یہ captain بنیں اور آگے چلیں تا کہ کراچی میں امن ہو۔ جب Rangers والے وہاں گئے تو ہمیں کیا کیا طعنے ملتے تھے اور ہمیں پتا ہے کہ

ہمارے متعلق کیا کیا باتیں ہوتی تھیں۔ ہمیں پتا ہے کہ Rangers کو extension دینے میں کیا کیا رکاوٹیں تھیں۔ ہم ان ساری چیزوں سے واقف تھے لیکن اس حکومت اور پارٹی کی commitment تھی کہ ہم نے جہاں پاکستان کے چپے چپے میں امن لانا ہے، وہاں کراچی میں بھی امن لائیں گے اور الحمد للہ آج کراچی امن کا شہر ہے۔ آج ایک مرتبہ پھر کراچی کی روشنیاں بحال ہوئی ہیں، آج پھر کراچی اس ملک کی economy میں سب سے زیادہ contribute کر رہا ہے اور ان شاء اللہ کرے گا۔ یہ ہماری اپنے لوگوں کے ساتھ تیسری commitment تھی۔

ہم 2013 میں جب الیکشن لڑنے گئے تھے تو لوگوں سے وعدہ کیا تھا کہ تین چیزیں ٹھیک کریں گے۔ انتہائی قابل احترام جناب مشاہد حسین سید صاحب بیٹھے ہوئے ہیں، جناب چیئرمین! یہ جانتے ہیں اور کسی وقت بات کریں گے کہ CPEC کے نتیجے میں اتنی بڑی investment آئی ہے جس نے دنیا کے investors کا trust بحال کر دیا ہے کہ پاکستان سب سے محفوظ جگہ ہے کہ جہاں CPEC کے نتیجے میں اتنی بڑی investment ہونے والی ہے۔

یہ آج تو کہہ رہے ہیں کہ unemployment ہے، ہاں ان شاء اللہ جب CPEC کے projects لگیں گے اور لگ رہے ہیں تو یہاں industries لگیں گی اور نوکریاں ملیں گی۔ گوادر پورٹ جو کہ عرصے سے پڑی تھی، کسی اور حکومت کو کبھی یاد نہ آئی اور انہوں نے اس پر صرف سیاست کی۔ پہلی مرتبہ اس کی ابتدا اس حکومت نے کی، اس کے لیے پیسے رکھے، CPEC آیا اور ان شاء اللہ وہ دنیا کی بہترین پورٹ بنے گی اور پاکستان میں خوشحالی آئے گی۔

جناب چیئرمین: سینیٹر صاحب، شکریہ۔ اب wind up کریں۔

سینیٹر محمد جاوید عباسی: جناب! ابھی تو میں نے شروع نہیں کیا۔ مہربانی فرمائیں۔

جناب چیئرمین: آپ wind up کریں۔

سینیٹر محمد جاوید عباسی: Wind up کریں گے، اتنی جلدی نہ کریں۔ یہ آخری budget speech ہے اور میں نے مشاہد صاحب کے بیس منٹ بھی لے لیے ہیں۔

جناب چیئرمین: اس طرح نہیں ہوتا، آپ wind up کریں۔ کٹوتیاں نہ کریں۔

سینیٹر محمد جاوید عباسی: جناب چیئرمین! یہ ہمارا وعدہ تھا لیکن انہی دنوں جب economy کی طرف زیادہ توجہ دی جا رہی تھی، دنیا کا investor آ رہا تھا، پاکستان خوش حالی کی طرف گامزن تھا،

ساری جماعتوں اور کچھ عناصر نے مل کر ہماری leadership اور ہمارا راستہ روکنے کے لیے نئے نئے طریقہ کار اختیار کیے۔ ان کا خیال تھا کہ انہوں نے پاکستان کی اتنی خدمت کی ہے۔ جناب چیئرمین! آپ کی توجہ چاہوں گا کہ کوئی اور ایک کلومیٹر موٹروے نہیں بنا سکا۔ یہ infrastructure میاں نواز شریف اور اس کی جماعت نے بنایا ہے۔ جب لاہور موٹروے بنا رہے تھے، لوگ اسی طرح criticize کر رہے تھے جس طرح ہم آج بڑے projects کرنے جا رہے ہیں، وہ کہتے تھے کہ اس کی کیا ضرورت ہے۔ اسی طرح جیسے ہم میٹرو بنا رہے تھے، یہ کہتے تھے کہ اس کی کیا ضرورت ہے۔ اسی طرح پاکستان میں کسی ایک حکومت نے بھی کسی ڈیم کی طرف توجہ نہیں دی، یہاں آبی ذخائر اور ڈیم بنانے کے لیے ہمیشہ سیاست کی گئی۔ کسی نے کسی صوبے کے نام پر اور کسی نے کسی ڈیم کے نام پر سیاست کی اور پاکستان کو اندھیروں کی طرف دھکیلا۔ یہ حکومت ہے جس نے ڈیم کے لیے بھی پیسے رکھے اور ان شاء اللہ یہ ڈیم مکمل کریں گے اور جناب چیئرمین! آج آپ یہ جو شاہراہیں دیکھ رہے ہیں، ہزارہ موٹروے کے لیے بیس مرتبہ تختیاں لگی ہیں، کسی نے ایک پیسا نہیں دیا، یہ حکومت آئی ہے جس نے پیسا دیا ہے۔

ابھی میرے دوست نے کہا کہ ائرپورٹ کی کیا ضرورت تھی۔ یہ ٹھیک کہتے ہیں کہ 36 ارب کا project تھا، یہ اس کو 107 ارب پر لے کر گئے، کیوں لے کر گئے ہیں؟ کیوں کہ وقت پر مکمل نہیں ہوا۔ اگر یہ حکومت نہ ہوتی جس نے ساٹھ ارب روپے دے کر مکمل کیا ہے، ہم نے تو کوئی PC-1 revise نہیں کیا اور اس لیے مکمل کیا ہے کہ یہ پاکستان کی ضرورت تھی اور آج الحمد للہ پاکستان کا سب سے بڑا ائرپورٹ مکمل کیا بلکہ پاکستان کے لیے اس کا افتتاح کر کے جا رہے ہیں۔ آج پاکستان میں motorways کا جال بچھا دیا ہے۔

جناب چیئرمین: جاوید صاحب، بہت شکریہ۔

سینیٹر محمد جاوید عباسی: جناب چیئرمین! یہاں accountability کی باتیں ہوئیں، ہاں حکومتوں کے لیے ضروری ہے کہ ان کی accountability ہو۔ Economy کی بہتری کے لیے بھی ضروری ہے کہ یہاں ایسے مواقع دیے جائیں کہ investor کا اعتماد بحال ہو لیکن یہاں accountability صرف دوسروں کے لیے ہے۔ ہمیں نہیں معلوم کہ 2008 سے لے کر 2013 تک کیا معاملات تھے، کسی نے accountability کا نام نہیں لیا۔ Steel Mills, Railway, PIA اور باقی جتنے بھی concerned ادارے تھے، ان کا کیا معاملہ تھا۔ ایک جماعت

جو نام لے کر آئی تھی کہ ہم احتساب کریں گے، احتساب کا ایک ادارہ بنایا، چیئرمین بنایا، اس نے ایک مرتبہ تین لوگوں کے خلاف action لیا، آج تک اس چیئرمین کا دفتر خالی ہے اور وہ ادارہ مارا مارا پھر رہا ہے۔ ان کو دوسروں کے احتساب کی یاد آتی ہے۔ جناب چیئرمین! ہمارے اور ہماری leadership کے خلاف کوئی احتساب نہیں ہے۔ میں کل کی کہانی پر آتا ہوں جو کہ نیب نے شروع کی ہے، تین سال پرانی خبر پر ایک شخص جو ملک کا تین مرتبہ وزیراعظم رہا ہو، اس کے متعلق یہ الزام لگایا ہو کہ مخالف ملک، جس کو ہم دشمن ملک کہتے ہیں، اس کے ساتھ اس نے money laundering کی ہے اور آج معافی مانگتے پھرتے ہیں۔ اگر آپ پاکستان کی leadership اور سیاسی جماعتوں کے ساتھ یہ رویے رکھیں گے تو دنیا کو کیا پیغام دے رہے ہیں کہ کوئی بھی نہیں ہے جو loyal ہے؟

جناب چیئرمین: سینیٹر صاحب، شکریہ۔ بڑی مہربانی۔

سینیٹر محمد جاوید عباسی: لہٰذا جناب! اگر ہماری اور اس جماعت کی accountability ہو تو یہاں خوشی ہے۔ آج ہمیں وہ جماعتیں بھی corruption کے طعنے دے رہی ہیں، مجھے قیامت لگ رہی ہے جب میں ان کی طرف سے corruption کے طعنے سنتا ہوں۔ اتنا آج دنیا اس کے لئے اٹھ رہی ہے۔ اس کا راستہ کون روک سکتا ہے؟ یہ جماعتیں جو pocket میں ہیں، یہ ملک کی بڑی جماعتیں بھی نہیں ہیں، ان کے علاوہ دوسری سب جماعتیں اور institutions بھی اگر ساتھ مل جائیں پھر بھی وہ میاں محمد نواز شریف اور مسلم لیگ (ن) کا مقابلہ نہیں کر سکتیں۔

جناب چیئرمین: شکریہ عباسی صاحب۔ بس اب تشریف رکھیں۔

سینیٹر محمد جاوید عباسی: جناب چیئرمین! میری آخری بات ہے۔ میں یہ نعرہ ایسے نہیں لگا رہا بلکہ اس لئے لگا رہا ہوں کہ پنجاب میں پچھلے دس سالوں میں ہم نے خدمت کی ہے۔

جناب چیئرمین: شکریہ عباسی صاحب۔ بس جلدی سے wind up کریں۔

سینیٹر محمد جاوید عباسی: جناب چیئرمین! بس wind up کر رہا ہوں۔ سندھ میں پیپلز پارٹی، کے پی کے میں پی ٹی آئی اور بلوچستان میں پتہ نہیں کس کی حکومت ہے! لیکن پنجاب میں ہماری حکومت ہے۔ آج صوبوں کی کارکردگی اگر آپ دیکھیں تو آپ کو پتہ چلے گا کہ کس صوبے نے سب سے بہتر perform کیا ہے۔ لوگ خدمت کے عوض ووٹ دیتے ہیں اور مسلم لیگ (ن) کا خدمت کا نعرہ ہے الحمد للہ اور اس کارکردگی کا کوئی اور مقابلہ نہیں کر سکتا ہے، شکریہ۔

Mr. Chairman: Yes, now the winding up speech by Rana Muhammad Afzal Khan, Minister of State for Finance, Revenue and Economic Affairs.

<u>Winding up speech by Rana Muhammad Afzal Khan, MoS for Finance</u>

رانامحمد افضل خان(وزیر مملکت برائے خزانہ: شکریہ، جناب چیئر مین! میں تمام سینیٹر صاحبان کا تہہ دل سے شکر گزار ہوں کہ ان میں سے کچھ نے کہا کہ یہ بجٹ غیر آئینی ہے لیکن انہوں نے اس کے متعلق بحث میں بھرپور شرکت کی، بھرپور محنت کی اور بجٹ کے تمام شقوں پر اپنی آراء دی۔ اس کے بعد میں سینیٹر فاروق اتچ نائیک اور سینیٹ کی فنانس کمیٹی کا بھی شکر گزار ہوں جنہوں نے اس بجٹ کی ایک ایک شق کو study کیا۔ مجھے ان کی معاونت کا شرف حاصل ہوا۔ بڑی عرق ریزی کے بعد انہوں نے ہمیں 40 کے قریب اپنی سفارشات بھیجی ہیں۔ قومی اسمبلی اور وزارت فنانس میں ان سفارشات پر غور کیا جارہاہے اور آگے بھی ان پر غور کیا جائے گا ان شاء اللہ۔ جیسے پچھلے سال سینیٹ کی بھیجے ہوئے سفارشات کو ہم نے فنانس بل میں include کیا تھا، اس مرتبہ بھی ان کو include کریں گے ان شاء اللہ۔ یہ criticism ہمارے لئے ایک بہت بڑی guidance ہے اور اس سے ہمیں تمام صوبوں کے حالات کے متعلق پتہ چل رہاہے کیونکہ اس Upper House میں تمام صوبوں کو برابری کی بنیاد پر ایک نمائندگی حاصل ہے اور یہاں سے ہر سینیٹر اپنے علاقے کی محرومیوں کا ذکر کرتا ہے اس لئے یہ اہم ہے کہ ان کی تجاویز کو اہمیت دی جائے اور ہم اہمیت دے بھی رہے ہیں اور آگے بھی دیں گے ان شاء اللہ۔ یہاں یہ خیال کیا جارہاہے کہ ہم ان کی تجاویز پر عمل نہیں کرتے یقیناً ہمارے پاس وسائل کی کمی ہے۔ 18ویں آئینی ترمیم کے بعد جو NFC کے division of resources کا نیا formula آیا تو آج 56% resources صوبوں کے پاس جارہے ہیں۔ ان آٹھ سالوں میں پرانے اور نئے نظام کے مطابق 2.5 trillion rupees صوبوں کو extra دیے گئے ہیں۔ اگر اس رقم کو آپ آٹھ سالوں پر تقسیم کریں تو ہر دن مرکز سے صوبوں کو ایک ارب روپے زیادہ گیا ہے۔ میرے دوستوں نے خاص طور پر بلوچستان کے دوستوں نے یہاں پر debate میں کہا کہ ہمارے پاس وسائل کی کمی ہے۔ میں سمجھتا ہوں اب مرکز کے پاس وسائل کی کمی ہے اور مرکز کے بجٹ کا بنانا آج مشکل ہوا ہے۔ میں یہاں صوبوں کی کارکردگی کے حوالے سے پنجاب حکومت کی

تعریف نہیں کرنا چاہوں گا لیکن میں endorse کرونگا سندھ کے وزیر اعلیٰ کو جنہوں نے کل ایک statement دی ہے کہ میرے پاس capacity issues ہیں۔ پیسے ضائع ہو رہے ہیں اور غلط استعمال ہو رہے ہیں۔ ان کی بات درست ہے۔ صوبوں میں جتنے پیسے جا رہے ہیں، ان کو استعمال کرنے کے لئے capacity کی ضرورت ہے۔ جن صوبوں کے chief executives نے، ان کی حکومتوں نے عرق ریزی اور محنت کے ساتھ کام کیا، آج ان کی development ایسی نظر آ رہی ہے جیسے وفاقی حکومت نے انہیں زیادہ پیسا دیا ہے۔ Federal Government کے distribution of resources کا ایک balanced طریقہ ہے اور ہر پندرہ دن کے بعد Federal Board of Revenue سے صوبوں کو ایک چیک جاتا ہے جس میں جتنے وسائل formula کے تحت جمع ہوئے ہیں، وہ ان کو اس چیک کے ذریعے مل جاتے ہیں۔ صوبے آج rich ہیں، ان کو اپنی taxation کے اختیارات ملے ہوئے ہیں۔ Sindh is leading in this regard and it is collecting a good amount of provincial taxes, Punjab is also collecting and KPK has now started to do it. یہ سب powers مل جانے کے بعد in the future development میں صوبے lead کریں گے اور Federal Government کی جو PSDP اور اس کی allocation ہے، وہ پورے پاکستان کے لئے ہونے والے projects کے لئے ہوں گے۔ ہو سکتا ہے آپ کا سارا PSDP گلگت بلتستان میں بننے والے ان دو ڈیموں پر خرچ ہو لیکن اس کا فائدہ پورے پاکستان کو ہو گا۔ میں یہ بات کہہ رہا ہوں کہ صوبے جو یہ کہتے ہیں کہ PSDP سے انہیں انکا پورا حق نہیں مل رہا، اس کے تحت وہ projects ہیں جو پورے پاکستان کے لئے ہیں۔

جناب چیئرمین! میں briefly budget کے اہداف کا ایک comparative analysis دوں گا جس سے آپ کو اندازہ ہو گا کہ ہم نے ان پانچ سالوں میں کیا کیا۔ یہ اس لئے بتانا ضروری ہے کیونکہ میں یہ بتانے کی کوشش نہیں کر رہا کہ ہم نے بہت اچھا کام کیا ہے بلکہ مقصد یہ ہے کہ ہم کہاں پہنچے ہیں اور آگے کہاں جانا ہے۔ 2013 سے اب تک ہم GDP میں 5.8% پر پہنچے ہیں اور ان پانچ سالوں کی جو average ہے، وہ 4.8% ہے۔ پچھلے دس سال کی average 2.8% ہے۔ So it has been a double growth rate in this regard. 2013 میں Tax-to-GDP was 10.1% in 2013 اور آج یہ 13.2% ہے۔

revenue collection by FBR was 1.946 trillion and now it is 4 trillion which has doubled and in the history of Pakistanآج تک کسی حکومت نے revenue کو double نہیں کیا ہےاور مرکز سے صوبوں کی ترسیلات دوگنا ہو چکی ہیں اور ان کی PSDPs میں تین گنا اضافہ ہو چکا ہے صرف اس لئے اس حکومت نے امیروں سے tax collection میں محنت کی، اس نے collect کیااور صوبوں کو دے کر پاکستان کے عوام کے benefit کے projects پر لگنا شروع ہوئے۔ سینیٹر صاحبان نے درست کہا کہ سب سے خاموش جو tax collection ہے، وہ inflation کے ذریعے ہوتی ہے۔ اللہ کے فضل سے اس دور حکومت میں جو inflation ہے وہ 4.8% ہےاور اس سال کی inflation 3.8% ہے جبکہ ماضی کے دس سالوں میں on average یہ 11.8% تھی اور درمیان میں ایسے سال بھی آئے جب یہ 17% تھی۔ Inflation اب control میں ہے۔ Agriculture package, agriculture credit and subsidies on fertilizers وہ چیزیں تھیں جن کے ذریعے سے ہمارے farm production میں بہتر output آئی ہے۔ آج پاکستان میں اس کے باوجود کہ جو petroleum price کا export bill تھا وہ 60 ڈالر تھا اور اب 70 ڈالر کو پہنچ چکا ہے لیکن inflation ابھی بھی 4.8% سے کم ہے اور آنے والے سال میں ہم نے اس کا 6% target رکھا ہے۔ ہمارے لئے exports ایک بہت بڑا challenge رہے ہیں لیکن اللہ کے فضل سے وہ اب واپس اپنے ترقی پر آئے ہیں اور جب ہم یہ سال close کریں گے تو ان شاء اللہ ہم اس مقام پر پہنچ جائیں گے جہاں برآمدات 24 بلین ڈالر کے قریب ہونگی۔ Exports کے متعلق میں آگے discuss کروں گا۔ Rating Agencies of the World نے ہمارے loans کی credibility پر ہمیں بہترین ratings دی ہیں جس کی وجہ سے ہمارے financial loans سستے ہوئے۔ First time in the history of Pakistan ہم نے IMF سے جو 6.8 بلین ڈالر کا معاہدہ کیا تھا، ہم نے اسے کامیابی سے مکمل کیا جس کی وجہ سے پاکستان کی credibility donor agencies کے سامنے بڑھ چکی ہے اور اس کا فائدہ definitely آنے والی حکومتوں کو ہوگا۔ Energy crisis کے متعلق جیسے میرے فاضل سینیٹر صاحب نے کہا کہ ہم نے 3Es اور 4Es کے ساتھ یہ پروگرام شروع کیا تھا اور یہ انہوں نے energy کے اندر کافی explain کر دیا ہے کہ 12 ہزار میگاواٹ ہے، آج یہاں پر across

the floor کہا گیا کہ کئی علاقوں میں 12 ,12 ,10 ,10 گھنٹے کی لوڈ شیڈنگ ہو رہی ہے، میں اسے dispute نہیں کروں گا، energy کے منسٹر کل اپنی statement دے کر گئے ہیں، لیکن ایک چیز پر مجھے کوئی dispute نہیں کر سکے گا کہ ہم پچھلے اڑھائی سال سے انڈسٹری کو 24 گھنٹے بجلی دے رہے ہیں، صرف ایک دو مرتبہ شاید عید، شب برات پر ہمیں لوڈ شیڈنگ کرنی پڑی ہو لیکن ہم نے انڈسٹری کو 24 hour uninterrupted power supply دی ہے، اسے کوئی dispute نہیں کر سکتا۔

I will not discuss extremism, terrorism but from an economic perspective a huge investment was made, a huge investment has been made to combat.

ضرب عضب کی cost ہے، کراچی آپریشن کی cost ہے یہ federal costs ہیں اور اس میں جرات مندی ہے۔ میں یہاں میاں نواز شریف صاحب کا نام ضرور لوں گا، یہی فوج ہوا کرتی تھی، اسی طرح کی political parties تھیں، ہمارے جیسے ہی بھائی بہن تھے لیکن کسی میں ضرب عضب شروع کرنے کی جرات نہیں ہوتی تھی، پرویز مشرف میں جرات نہیں ہوئی، اس کی اپنی جان پر تین مرتبہ حملہ ہوا لیکن یہ جرات اور commitment کا فیصلہ تھا، یہ ایک ایسا فیصلہ تھا کہ جہاں سے پاکستان کا revival شروع ہونا تھا، یہ ہمارا سب سے بڑا challenge تھا it has cost us more than two billion dollars لیکن ہم نے وہ کیا۔ جیسے کہا جا رہا تھا کہ اس ملک میں تاجر نہیں آتے تھے، یہ ایک ناامید پاکستان تھا، اس ایک فیصلے کی وجہ سے آج ہم ایک normal country بنے ہیں اور آج پاکستان ایک پر امید پاکستان ہے۔

جناب چیئرمین! آج ہماری economy کو challenges ہیں، we are short of dollars, ہمارا trade deficit ہے، یہ ان challenges سے مختلف challenges ہیں جو 2013 کے تھے، وہ ایک shrinking economy تھی، capital flight تھی، investor industrialist پاکستان سے باہر move کر رہا تھا، آج ایک different scenario ہے، first time in the history of Pakistan imports have gone to 55 billion dollars and these imports are through banking channels. اس کا مطلب یہ ہے کہ ہمارے پاس پیسا ہے، روپیہ

challenge ہے، ہم invest کرنا چاہتے ہیں لیکن گورنمنٹ کے پاس dollars ہیں، یہ exports کی correction سے پورا ہوگا، ملک میں extremism, terrorism کے ختم ہونے کے بعد اس سال foreign direct investment میں تقریباً 50% کا اضافہ ہوا ہے، exports نے واپسی کی طرف سفر شروع کردیا ہے، ان شاء اللہ اس سال ہماری remittance 20 billion dollar کو touch کریں گی، اگر ہم اپنے پاکستانی overseas Pakistani investors, کو mobilize کریں گے تو پاکستان میں dollars کی shortage پوری ہو جائے گی۔

بہت سے سینیٹر حضرات نے سوال پوچھا کہ یہ جو پاکستان نے اتنے قرضے لیے ہیں، اسے ہم کیسے واپس کریں گے؟ دنیا کے ممالک میں آپ ترکی کی مثال دیکھیں وہ لوگ high inflation سے نکلے ہیں، انہوں نے اپنا infrastructure بنایا، اپنے development parameters کو مکمل کیا، اپنی انڈسٹری کو support کیا اور پھر جب انہوں نے investments کیں تو انہیں اس کے profits آئے۔ آج ہماری سب سے بڑی investment energy sector میں ہے۔ میں ایک ڈیم نیلم جہلم کی مثال دیتا ہوں کہ وہ اب production میں آگیا ہے، اس پر پیسا لگا لیکن جب وہ دو روپے پر بجلی produce کرے گا تو ہماری basket price سستی ہو گی، ہم سستی بجلی supply کر سکیں گے جو ہماری exports and industrialization کو بڑھائے گا۔

یہاں پر کہا گیا کہ پاکستان میں youth 60 percent ہے اور ہم نے youth کے لیے کیا کیا۔ کوئی حکومت بھی youth کو نقد پیسے تو نہیں دیتی، youth کے لیے universities بنتی ہیں، اگر economy strong ہے تو job creation کے لیے projects لگائے جاتے ہیں، industrialization ہوتی ہے، وہ better education کے ساتھ businessmen بنتے ہیں، entrepreneurs بنتے ہیں، youth کو facilitate کرنے کے directly and indirectly بہت سارے projects کیے گئے ہیں۔

جناب چیئرمین! پاکستان کی تاریخ میں industrialization کو support کرنے کے لیے پہلی مرتبہ policy rate 9.5% سے less than 6% سے اوپر ہے، انڈسٹری کی long term financing facility 11% سے نیچے آکر 5.6% پر آ گئی ہے، -per-capita income 1,29,000/= سے 1,80,000/= روپے پر چلی گئی ہے۔ عام فہم بات کی جاتی ہے کہ ہر پاکستانی پر سوالاکھ روپے قرضہ چڑھ گیا ہے، یہ کیسے واپس ہوگا، جو بچہ پیدا ہو رہا ہے اس پر سوا لاکھ یا ایک لاکھ روپیہ قرضہ ہو جاتا ہے۔آج average income 1,80,000/= پر گئی ہے، ایسی ہی قومیں ترقی کرتی ہیں۔ لوگ کہہ رہے ہیں آپ leasing پر جاتے ہیں، اگر Government of Pakistan investment کر رہی ہے اور future میں وہ پیسا future development پر لگ رہا ہے تو وہ ہماری economy کی strength پر لگ رہا ہے ، ہماری capacity بڑھ رہی ہے۔ آج ہماری per-capita income 1,80,000/= پر گئی ہے، یہ کچھ بھی نہیں ہے، اگر ہم اپنے youth کو اور اپنی investment کو صحیح طریقے سے follow کریں تو ہمارے ہاں refineries, NEFT character لگنا چاہیے، ملک میں economy of scale کے ساتھ textile آنی چاہئیں، بے انتہا fields ہیں۔ پاکستان سے automobile export شروع ہونے جا رہی ہے، دو نئی companies آ رہی ہیں، اس سے per-capita income یکدم jump کرے گی، Defence Production Industry میں جو expansion آ رہی ہے، اس میں جو demand آ رہی ہے تو اگر آپ اس کی exports میں آتے ہیں تو it will reflect on your per-capita income in a way that all this is going to go up پاکستان کی agriculture production میں growth 3.8% آئی ہے،
it is historic, it is first time in ten years. Industry has grown to at 5.8% and this is the base from where we have to take off. Service sector has done very well, it is at 6.4%.

کل یہاں پر میرے بھائی سینیٹر عتیق صاحب کہہ رہے تھے کہ جو company registration میں 100% کا اضافہ آیا ہے، it does not translate into a

better economy. میں کہتا ہوں کہ آج اگر آپ کا بچہ نئی کمپنی بناتا ہے تو اس کے والدین خوش ہوتے ہیں کہ میرے بچے کی کمپنی کل کاروبار کرے گی۔ آج ایک پر امید پاکستان ہے، جہاں پر لوگ نئی کمپنیاں بنا رہے ہیں، نئی کمپنیاں بنانے سے مستقبل میں definitely بہتری آئے گی۔ CPEC کے جو effects آئے ہیں، اسے آنے والے وقت میں consolidate کرنا ہو گا، CPEC connectivity is not only regional ابھی اعتراض کیا گیا کہ کچھ سڑکیں پنجاب اور سندھ کے درمیان یا پنجاب اور KPK کے درمیان بن رہی ہیں، شاید اس سے بلوچستان مستفید نہیں ہو رہا۔ میں سمجھتا ہوں کہ وہاں پر بھی مستفید ہو رہا ہے، اس connectivity سے ہماری national integration میں بے انتہا اضافہ ہو گا اور ہماری national integration بہت بہتر ہو جائے گی۔

اب میں ان تمام اعتراضات پر آ جاتا ہوں جو میرے فاضل دوستوں نے یہاں پر کیے ہیں۔ میں نے Federal PSDP کے بارے میں بات کر لی ہے۔ یہ ایک سوال اٹھایا گیا کہ ہم نے جو ٹیکس میں exemptions دی ہیں، وہ پیسا کہاں سے پورا ہو گا؟ یہ ایک اچھا سوال ہے، ہم نے جو tax exemptions دی ہیں اس کا گورنمنٹ کو 80 ارب روپے کا loss آئے گا لیکن گورنمنٹ پانچ سال میں 1.9 trillion سے 4 trillion پر لے گئی ہے، ہم نے ہر سال tax income کو دو ہزار روپیہ بڑھایا تو ہم نے 80 ارب کا relief اس لیے دیا کہ آج ہم اس قابل ہو گئے ہیں کہ ہم وہ correction اپنے سسٹم میں لے آئیں کہ high taxes کی وجہ سے لوگ آپ کے tax net میں آنے سے گھبراتے ہیں۔ ہم امید کرتے ہیں کہ جب ٹیکس کم ہو گا تو incentive to businessmen بڑھے گا کہ وہ اپنے کاروبار کو expand کرے، ایک incentive to new entrepreneurs ہو گا کہ وہ اپنے آپ کو register کرے گا اور جو وہ benefits by coming into corporate sector لے سکتا ہے Government سے اسے enjoy کرے اور وہ پاکستان میں grow کرے، اس سے پاکستان کی economy بھی grow کرے گی۔

یہاں پر کہا گیا ہے کہ development of trade with Central Asia and neighbours, یہ بڑی اچھی بات کی گئی ہے، our neighbours, they

میں سمجھتا ہوں کہ اس سلسلے میں ہم کامیاب نہیں should be our first choice. ہوئے، ہماری leadership کی خواہش تھی کہ ہم انڈیا، افغانستان، ایران اور Central Asian Republics کے ساتھ trade develop کریں، یہ field wide open ہے۔ میں نے پہلے بھی اس floor پر عرض کیا تھا۔ Mr. Chairman! this is the perfect House where all Provinces are equally represented and here, if you can agree to make your Finance Committee, and it becomes the Committee on Charter of Economy and then we agree کہ جو ہمارے ایسے issues ہیں، جو ہمارے drains ہیں، for example State owned enterprises, PIA, Railway, Steel Mills جو loss making ادارے ہیں۔ Let us come to a consensus, let us agree اگر حکومت چاہتی ہے کہ PIA کو privatize کرنا ہے تو اگر Charter of Economy کے تحت ہم سب agree کر لیں کہ اسے privatize نہیں کرنا تو let us agree not to privatize it, but let us agree how to run it اگر ہم نے سٹیل ملز کو نہیں بیچنا وہ ہمارے لیے انا کا معاملہ ہے تو let us agree کہ ہم نے اس کا کیا کرنا ہے، then we should not blame each other کہ ہم اسے کچھ نہیں کر رہے۔ 400 billion کا loss ہے ایک طرف ہم tax collection بڑھاتے ہیں اور دوسری طرف ہم گٹر میں پیسے پھینکتے ہیں by having loss making enterprises and there is a disagreement between political parties whether we want to get rid of them by privatization or we want to retain them. So is the case with DISCOs. آج جہاں بجلی کے اندر loss making ہے وہ چوری ہو رہی ہے، سب کچھ ہو رہا ہے۔ ہم چوری اور loss کو تو blame کرتے ہیں، Federal Government نے تو یہ بھی کہہ دیا ہے کہ ہمارے پاس bulk energy موجود ہے، ہم DISCOs کو bulk energy دیتے ہیں آپ وہ لے لیں کیونکہ law and order بھی آپ کے پاس ہے، اگر ہم آپ کو bulk میں 100 units دیتے ہیں اس کے اندر کوئی loss margin رکھ لیں، DISCOs لے لیں اور

صوبے اسے چلالیں اور پھر یہ تو نہ کہیں گے کہ بجلی کم ہے۔ ہم آپ ساروں کو bulk میں بجلی دے دیں گے لیکن consensus کی ضرورت ہے، اگر ہم نے loss making feeders کو کم کرنا ہے تو اسے بھی Charter of Economy پر لے آئیں تاکہ جو circular debt ہے، circular debt پر بہت بحث ہوئی ہے کہ آج one trillion ہو گیا ہے، یہ بات کسی حد تک درست ہے۔ I will not deny it, 480 billion کا جو circular debt ہے وہ ہم نے compartmentalize کیا ہوا ہے، اس کے اوپر ایک 43 rupee. کا ایک surcharge لگایا ہوا ہے جو اس کا interest pay کر رہا ہے۔ ان چار سے پانچ سالوں میں، میرے پاس figures ہیں کہ ہم نے پھر circular debt accumulate کیا ہے within three numbers of units being sold, because we have not paid, it is collecting interest وہ 107 ارب ہے۔ Capacity charges ہم 109 ارب کے دے رہے ہیں، energy purchase کے اندر جو difference ہے وہ 300 ارب کا ہے، اب یہ کوئی 500 ارب کیسے pay ہوں گے۔ اس کا ایک ہی طریقہ ہے جناب چیئرمین، کہ ہماری basket price کم ہو گی، ہمارے جو renewable energy units ہیں جن میں hydel energy units, LNG plants, coal plants آئے ہیں، جتنی نئی addition آئی ہے، this is virtually at half of the cost of previous plants or even less. When your basket price will go down, اگر آپ ایک روپیہ یونٹ بھی نکالیں گے تو پھر جو آپ کا 1000 ارب کے قریب اکٹھا ہوا ہے تو آپ gradually over a period of time pay back کریں گے، it is a national tragedy, it has been, because آپ پچھلے دس سال فیصلہ کر لیں کہ آپ نے کوئی add نہیں کرنا اور پھر جب آپ hydel plants نہیں بنائیں گے تو ہماری حکومت نے جو پچھلے سالوں میں hydel plants پر invest کیا ہے اس کا benefit تو اگلی دو حکومتیں لیں گی۔ شاید اگلی حکومت کے دور میں بھی وہ بڑے ڈیمز نہ بن سکیں لیکن somebody has to be responsible to invest that money and again I will come back to Charter of Economy, let us agree that every year we have to take away 300, 400, 500 billion

rupees to invest in long term projects and not do short term projects, کیونکہ جناب چیئرمین ہر حکومت کا interest ہوگا کہ وہ short term projects کرے، واہ واہ ہو، سب کہیں کہ بہت اچھی اکانومی ہے، لیکن long term projects postpone ہوجائیں

so this needs responsible management and we agree to it under Charter of Economy that we have to invest this money on long term projects and wait for them, those projects to come and deliver.

Madam Sassui Palijo said that funds are not provided to Sindh according to commitment. I assure her that allocations to Sindh are being paid regularly and in time, if there is any specific concern, then I will be very happy to address that.

Mr. Chairman! Senator Azam Swati *Sahib* made an allegation. He said that there is a technical theft of 200 billion rupees every year. Now, branding PML (N) for technical theft every year to the tune of Rs.200 billion is even worst allegation than what the Chairman NAB did yesterday. So what is this House doing, what are the parties on the floor of the National Assembly doing? I think, such blanket allegations have no place and I think I can only protest. He has a right to speak here whatever he says and this party has been doing this and this is how Pakistan gets a bad image outside and it doesn’t help anyone in Pakistan. So, if there is an allegation, let us say of 200 billion, anybody who made allegations should come with some supporting facts and agitate the matter with all these agencies like NAB and others, we will welcome that.

Senator Raza Rabbani made a very valid argument that 26% of Federal Budget is Defence Budget and he also said that 260 billion rupees of pension are out sided. So, on top of 26% this is a very hefty figure, we have to figure out. This Parliament, Senate including the National Assembly should discuss it. Let us take the matter in our Committees that is managing the Charter of Economy, because this is a very big outlay in our national economy, so let everybody sit together. I repeatedly asked for Charter of Economy, we are going. I am only asking that in future let us agree to agree in the future, let us agree to agree in the times ahead. We have had disagreements where we stand today in terms of economic achievements, as a result of all these disagreements, but let us agree to have a good future and take or discuss all these matters. Once we will be together Mr. Chairman in any forum and all the political parties will have a joint decision, we will be able to implement what we have not been able to discuss in all these years.

There was a question again by Senator Raza Rabbani on housing for the Government employees. I think we have done and increased the house rent ceiling by 50%, we have taken 12 billion rupees allocated to the fund that provides advances to the Government employees towards housing loans and housing finance. I have already discussed Railways, PIA, Steel Mills, energy cost.

Amnesty scheme, almost everyone, many most of the honourable Senators said and rejected that by saying that it is giving undue benefit to those people who have

stolen money or who have avoided to pay tax. Mr. Chairman, that could be true for a few per cent of people. A bulk of people and particularly from Khyber Pakhtunkhwa and Balochistan who were in businesses and because these were frontline states against extremism and terrorism, those people got uprooted, their business vanished. They ran away, they found shelter with their money in other cities of Pakistan and even went abroad. Now these people find that Pakistan is again a place where they can come back and settle down. Now there are 700 thousand or more people who are Pakistanis, who have invested in properties. Now they want to have an opportunity to come back. Why should we not give that opportunity to them, which was creation of terrorism and extremism in Pakistan and, of course, I do concede that there must be some people who have run away with unpaid tax. So let us give them a break by charging them some tax and allowing them to come back to Pakistan with their money declared black and white, with their money legalized and they can invest it honourably and participate in the economy of Pakistan. So also we have done on the property, the new formula because property is one area where most of Pakistan's money is parked. This money should get out of property into productive investments in industry and I think that has been appreciated and all these efforts that we have made, all these changes that we have made Mr. Chairman, I will appreciate my Senator Haroon Akhtar *Sahib* here, I think in preparing this budget as Advisor to the Prime Minister on Revenue. I think he has done a commendable job, he has put very long hours, a lot of

hard work. I will not be wrong to state here that he has discussed the problems of over 500 groups of business people and he has done it so diligently that we have tried to address their problems to facilitate. It was very easy for us to just hang our arms and go but as a responsible political party, we wanted to share our hard work of five years and fine tune the economy. We have not come up with any or many new PSDP projects that we can say, ok we are trying to gather votes or we are trying to come up with a budget that is called an election budget. We have tried and particularly, under the leadership of Mr. Haroon Akhtar, we have fine-tuned the problems, we have tried to streamline the requirements of the industry. We have tried to streamline the requirements of agriculture, fisheries, the milk producing sector and all these sectors that help the economy, we have had intensive negotiations. We have tried to help them. People are happy overall. You must have read in the papers, you must have read the reports coming out of chambers of commerce, the federation of industry that this budget has been probably well received. This is my sixth budget, I think this budget has been so well received that neither of any of the previous budget was so well received.

We involved private sector. My friend, Shibli Faraz said that strategic trade policy framework is without mandate. I think the Government had the mandate to come up with that strategic trade policy framework. Should you find anything that needs amendment, we are open to it. On economic reforms, we did involve the private sector. He said art and culture should be

addressed. It is addressed, the film industry is supported and the artists are being taken care of. He has also mentioned that we should agree on downsizing of Government. I think Shibli sahib has made a very pertinent point. Again, it should go to the Committee that you will *In-Sha-Allah* form a Charter of Economy.

The point of ratio between direct and indirect taxes has been discussed by a number of honourable Senators including Mr. Usman Kakar. I think this is a point which is very valid but it can only transform over a period of time when it is possible to widen our tax base and also widen our product base. *In-sha Allah*, with the recoveries of taxes, we are already inching in this area, the direct taxes are with a very small margin increasing but that is not satisfactory. This will be a challenge for the next Government and I think you have rightly pointed out. You have also said that western route of CPEC is not implemented; I can assure you it is a reality. Funds are allocated and it should be completed by July this year.

Mr. Tahir Bizinjo has talked about road linkages, lower transport cost. I think road linkages have never been done better. There are 1700 kilometres of roads and these are main roads. Now, we can build as many link roads as we can.

Senator Sirajul Haq sahib made a very passionate speech. I have a lot of respect for him. He has a point of view. He wants an interest-free economy. It is a wish that we can have it but having said that, today Pakistan has the Islamic banking system and the normal banking system. The rate of growth of Islamic banking system is far more than the rate of growth of the normal banking

system. The Government encourages them. It is easier for them to get a license to open a new branch. Previously, there used to be no choice with the people. Now, there is a choice with the people. They can go with the Islamic mode of financing, *musharka, mudarba* and other things instead of getting it on loan. So, I hope gradually one day, we can become interest-free economy. His concern that our interest bill has become a very huge bill, I can only hope that our projects on line and we should not only be able to pay the interest very easily but also make a profit on those investments.

About FATA, it was said that 24 billion allocation is too less. I would like to mention here that budget provides for 10 billion rupees every year for ten years especially for additional development in FATA which will be only development oriented. So, 100 billion rupees has been allocated over ten years and this year, 10 billion will go for infrastructure building in FATA. I heard the appreciation on building the fence along the Pak-Afghan border to control extremism, terrorism and smuggling. This is going to cost us a billion dollars but I thank the member for appreciating this very important investment.

On small dams for Balochistan, I agree that it is essential but right now, I cannot say why the Balochistan Government has not been able to bring up any project, not even a few projects. These small dams should be a priority of the Balochistan Government. We have during the last few years, provided the legal framework for provinces to come up with their energy projects. The provinces are even allowed to get international financing for these projects. I think the small dams do fall in the

purview of provinces. If provinces need any extra support, loans or financing, I think there is a possibility but they should come up with their PC-1s and ask the Planning Commission to help them if they certainly need it.

Water level depletion will be addressed by dams. Here, I would like to say that Kalabagh Dam has become a taboo in Pakistan. To discuss it, some people say, so many assemblies rejected it. I think time has come, with the scarcity of water, with this dam, Balochistan and KPK are the beneficiaries as far as the water is concerned but it is up to them to come up and this also should be an agenda item on the Charter of Economy.

I think these were most of things, I may have missed some points but in the closing, I would like to thank the honourable members of this House and the Chairman yourself sir, for your support and would like to recognize the services to the economy of Pakistan during these five years by Mian Muhammad Nawaz Sharif. He was personally looking after all these projects till he was in Chair. I also want to recognize the services of Mr. Ishaq Dar who provided us the platform. I think one item has been controversial. Mr. Dar believed in a strong dollar and almost all and many economists in Pakistan did not agree with him. They thought that the currency should have a free float. Mr. Dar's belief was that when the dollar is devalued, automatically in rupee terms, your loan increases. So, both the schools of thought have their own valid reasons to argue about it. The new team that took over after Mr. Dar agreed with most of the economists that at this state, we should let the dollar

come to a price which is determined by the market. Our loans have become expensive but all economies in the world, when their economies strengthens and their need-to-borrow reduces or the need-to-borrow comes to zero, then the price of dollar versus rupee will again come back because if there are no buyers for the dollar, there will be no higher price for the dollars. This is how Turkey has come back. Their currency had 800% devaluation at one time. They came up with a bigger lira which was like 1,000 old liras.

I will give you a very small example here that your wheat for which we have fixed a rate of Rs.1300/- per maund, after this readjustment of currency, has come to the rate of Rs.1100/- and has become viable for export. So this example also applies on your textiles, this example also applies on your other produces and those produces have now become competitive enough to be exported. So there is an advantage and as our economy improves and the demand for dollars reduces the value of dollar will come back and this is how most countries have come back and *In Sha Allah* we will also.

I have already mentioned the importance of how the provinces can improve their capacity particularly Balochistan, Khyber Pakhtunkhwa and all provinces even Punjab has capacity issues, even Sindh has capacity issues. Now since bulk of the resources is with the provinces, they have to concentrate on improving their capacity and this was probably one reason. Why Chief Minister Punjab created companies? So the companies could go through financial audits like commercial organizations. You could see their performance, you

could see results from them and that was the reason he formed so many companies and there has been an outstanding result. I can give you example of one company which is the Solid Waste Management Company in Lahore. He invited this Turkish Company to come and build, he allowed them a contract which everybody said was at higher price. Then he created a team which did technology transfer in six major cities of Punjab and in Faisalabad, I had the honour to be the first Chairman of the Solid Waste Management Company and we benefited from the experience that we learnt in Lahore and now in five cities of Punjab, we have Solid Waste Management Companies run by Chief Executives, Managers and they have budgets. They are now even coming to this stage where the collected solid waste will be converted to energy production. So this is the way forward, I think Punjab will be very happy to share its experiences with others.

Mr. Chairman, I thank for your patience, patience of the members and for very valuable suggestions, *In Sha Allah* we will look after those. Thank you.

Mr. Chairman: Thank you, Minister Sahib. Order No. 9 deferred on the request of honourable Member. The House stands adjourned to meet again on Friday, the 11th May, 2018 at 10:30 a.m.

[The House was then adjourned to meet again on Friday, the 11th May, 2018 at 10:30 a.m.]

Index

Senator Mustafa Nawaz Khokhar 22, 23
Senator Raja Muhammad Zafar-ul-Haq 24
رانا محمد افضل خان 55
سینیٹر امام الدین شوقین 19
سینیٹر انوار الحق کاکڑ 7
سینیٹر ڈاکٹر جہانزیب جمالدینی 21
سینیٹر ڈاکٹر سکندر میندھرو 11
سینیٹر سردار محمد اعظم خان موسیٰ خیل 21, 25, 27, 29, 30, 31, 32
سینیٹر سسی پلیجو 14
سینیٹر شیری رحمٰن 3, 4
سینیٹر عبدالرحمٰن ملک 12
سینیٹر لفٹیننٹ جنرل (ر) عبدالقیوم 10
سینیٹر محسن عزیز 20
سینیٹر محمد اسد علی خان جونیجو 40, 43
سینیٹر محمد جاوید عباسی 2, 15, 48, 49, 50, 51, 52, 53, 54
سینیٹر محمد طاہر بزنجو 14
سینیٹر محمد عثمان خان کاکڑ 7
سینیٹر محمد طلحہ محمود 17
سینیٹر مشتاق احمد 13
سینیٹر مصطفٰے نواز کھوکھر 43
سینیٹر میر کبیر احمد محمد شہی 32, 34, 35, 38
سینیٹر فاروق حامد نائیک 8
سینیٹر محمد اسد علی خان جونیجو 39
سینیٹر میر کبیر احمد محمد شہی 18, 37